ہفت روزہ بدر قادیان

مصلح موعودؓ نمبر

بابت

۲۳ر جمادی الاوّل ۱۴۰۵ھ

(مطابق)

۱۴ر تبلیغ ۱۳۶۴ ہش

۱۴ر فروری ۱۹۸۵ء

جلد ۳۴ | شمارہ ۷

شرح چندہ

سالانہ ــــــ ۳۶ روپے

ششماہی ــــــ ۱۸ روپے

ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک ــــ ۱۲۰ روپے

فی پرچہ ــــــ ۷۵ پیسے

اشاعتِ خصوصی ــــــ دو روپے

★

اداریہ

محوِ دُعا ہیں آج سبھی طفل و شیخ و شاب
ملّت کے اِس فدائی پہ رحمت ہو بے حساب

تاریخ داں جب جب تاریخِ عالم مرتب کریں گے، جماعتِ احمدیہ میں خلافتِ ثانیہ کے انقلابی دَور کو اور اُس عظیم اسلامی جرنیل کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے جس نے تبلیغِ اسلام اور اشاعتِ دین میں اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ صرف کر دیا۔ اسی مقدس وجود سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند ارجمند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ میں یہودیوں کی کتاب طالمود میں بایں الفاظ پیشگوئی فرمائی گئی کہ:-

"It is also said that he (The Promised Messiah) shall die and his kingdom descend to his son and grandson." (طالمود باب جوزف بریکلے باب پنجم مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء)

یعنی یہ بھی کہا گیا ہے کہ مسیح موعود کی وفات کے بعد آپ کے تختِ روحانیت پر آپ کے فرزند اور ایک لحاظ سے آپ کے پوتے متمکن ہوں گے۔

نبی پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے علامات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان کرتے ہوئے فرمایا:-

ینزل عیسی ابن مریم الی الارض یتزوج ویولد لہٗ۔ (مشکوٰۃ)

یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دُنیا میں آکر شادی کریں گے اور اُن کے بچے بھی ہوں گے۔ اس حدیث کی تشریح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے کہ:-

"قد اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّ المسیح الموعود یتزوج ویولد لہٗ۔ ففی ھذا اشارۃ الیٰ انّ اللہ یؤتیہ ولداً صالحًا یشابہ اباہٗ ولا یأباہٗ ویکون من عباد اللہ المکرمین۔"
(آئینہ کمالاتِ اسلام)

ترجمہ:- حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی تھی کہ مسیح موعود آکر شادی کریں گے اور اُن کی اولاد بھی ہوگی۔ اس میں اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انہیں خدا تعالیٰ ایک جلیل القدر اور صالح فطرت فرزند عطا فرمائے گا جو اپنے باپ کے مشابہ ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کے معزز اور مکرم بندوں میں سے ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے احیاءِ دین اور اقامتِ شریعت جیسی اہم ذمہ داریوں کی بجا آوری کے لئے مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آپ نے اپنے اہم مشن کی تکمیل کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے ہوئے چلہ کشی کی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک فرزند ارجمند مصلح موعود کی بشارت دی۔ حضور علیہ السلام اس بشارت کا ذکر بایں الفاظ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی:-

"سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا ...... وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت و نسل ہوگا ...... جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا ...... ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔"
(از اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء صفحہ ۳)

اللہ تعالیٰ نے ۱۹۱۴ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کو تختِ خلافت پر متمکن فرمایا اور آپ کا اکاون سالہ کامیاب دورِ خلافت اس امر کی گواہی دے رہا ہے کہ آپ ہی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق تھے۔ چنانچہ آپ نے جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء کے موقعہ پر اس امر کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

"اللہ تعالیٰ کے اِذن، اور اُسی کے انکشاف کے تحت میں اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ وہ مصلح موعود جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کے ماتحت دُنیا میں آنا تھا اور جس کے لئے یہ مقدر تھا کہ وہ اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دُنیا کے کناروں تک پھیلائے گا اور اس کا وجود خدا کے جلالی نشانات کا حامل ہوگا، وہ میں ہی ہوں۔ اور میرے ذریعہ ہی وہ پیشگوئیاں پوری ہوئی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے موعود بیٹے کے متعلق فرمائی تھیں۔ یاد رہے کہ میں کسی خوبی کا اپنے لئے دعویدار نہیں ہوں۔ میں فقط خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نشان ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو دُنیا میں قائم کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے ہتھیار بنایا ہے۔"

آپ کے تختِ خلافت پر متمکن ہوتے ہی کچھ فتنوں نے سر اُٹھانا شروع کیا۔ چنانچہ چند اکابرین جماعت نے منصبِ خلافت سے انکار و انحراف کر دیا اور لاہور جاکر آپ کی مخالفت شروع کر دی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ ۱۹۳۴ء میں احرار نے جماعتِ احمدیہ کی شدید مخالفت کی۔ لیکن وہ بھی اپنے ارادوں میں ناکام و نامراد رہے۔ اور تحریکِ جدید کا اجراء ہوا۔ اور اس خطرناک دَور میں غیر ممالک میں تبلیغِ اسلام کی ایک منظم اسکیم جاری ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" بڑی شان سے پوری ہوئی اور ہو رہی ہے۔ اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں خدائی بشارت کہ "وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا" نے بھی پوری ہو کر سیدنا محمودؓ کے روحانی مقام پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی۔ آپ کی خلافت کا ایک ایک لمحہ اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ دشمن باوجود کثیر تعداد اور وسعتِ اسباب کے اپنے مذموم اور ناپاک عزائم میں کامیاب نہ ہو سکا۔

مخالفینِ احمدیت سے یہ کس قدر حسین انتقام ہے اللہ تعالیٰ کا کہ وہ جب مخالفت میں شدت اختیار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُسی وقت جماعت احمدیہ کی ترقی کے نئے راستے نکال دیتا ہے۔ ایسا ہی حسین انتقام تحریکِ جدید، اور وقفِ جدید کے ذریعہ لیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان تحریکات کے نتیجہ میں جماعت کو ترقی عطا فرمائی۔ پھر جماعت کو مختلف تنظیموں میں تقسیم کر دینا بھی آپؓ کی اولو العزمی اور بہترین قیادت کی بیّن دلیل ہے۔ آپ نے علوم کے دریا بہائے کہ پیاسی رُوحیں ایک عرصہ تک اُن سے اپنی پیاس بجھاتی رہیں گی۔ اسلامی لٹریچر کی دیگر زبانوں میں ترجمہ کرا کے اشاعت بھی آپ کے کارنامہ نمایاں میں سے ایک عظیم کارنامہ ہے کہ جس کے ذریعہ ہزاروں غیر مسلم کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہوئے۔

الغرض آپ کا دَورِ خلافت تبلیغِ اسلام اور اشاعتِ دینِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان کو دُنیا میں قائم کرنے میں ہمہ تن کوشاں رہا۔ خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں آپ کی طرف سے کی جانے والی کوششوں کے نتیجہ میں آج (باقی دیکھئے صفحہ ۳ پر)

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۴ر تبلیغ (فروری)۔ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہفتہ زیرِ اشاعت کے دوران موصول ہونے والی تازہ اطلاعات کے مطابق حضور لندن میں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور مہماتِ دینیہ کے سر کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب اپنے جان و دل سے عزیز آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں کامیابی کے لئے دردِ دل سے دُعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۱ر تبلیغ (فروری)۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت بدستور کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ احباب حضرت سیدہ ممدوحہ کی کامل و عاجل شفایابی اور درازیٔ عمر کے لئے بھی دُعائیں کرتے رہیں۔

● محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ، اڑیسہ میں منعقد ہونے والے سالانہ اجتماعات میں شرکت کی غرض سے مورخہ ۸ر ۲ کو بذریعہ ہوائی جہاز قادیان سے اڑیسہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ محترم صاحبزادہ صاحب کی عدم موجودگی میں محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز قائم مقام ناظر اعلیٰ اور محترم چوہدری محمد احمد صاحب عارف قائم مقام امیر مقامی مقرر ہوئے ہیں۔ صوبہ اڑیسہ میں منعقد ہونے والے سالانہ اجتماعات میں ہی شرکت کی غرض سے مورخہ ۵ر ۲ ۸۵ کو مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم (باقی صفحہ ۱۱ پر)

پیشگوئی مصلح موعود کے نشانِ الٰہی ہونے میں کسی کو شک نہیں رہ سکتا

زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس خدا کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں

میں جانتا ہوں اور یقینِ محکم سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا!

پیشگوئی مصلح موعودؓ کی عظمت و اہمیت سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے آئینہ میں!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیشگوئی مصلح موعودؓ کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"مفہوم پیشگوئی کا اگر بنظرِ یکجائی دیکھا جاوے تو ایسا بشری طاقتوں سے بالاتر ہے جس کے نشانِ الٰہی ہونے میں کسی کو شک نہیں رہ سکتا۔ اور اگر شک ہو تو ایسی قسم کی پیشگوئی جو ایسے ہی نشان پر مشتمل ہو پیش کرے۔ اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیئے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّشانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۱۴)

"بفضلہٖ تعالیٰ و احسانہٖ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خداوندِ کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاءِ موتیٰ کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مُردہ کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ایک روح ہی منگائی گئی ہے۔ مگر ان روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۱۵)

"جن صفاتِ خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے۔ کسی لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دو چند ہوتی اس کی عظمت اور نشان میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ بلکہ صریح دلی انصاف ہر یک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسی عالی درجہ کی خبر جو ایسے خاص اور اخص آدمی کے تولد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بیشک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۱۷)

"وہ خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔"

(سبز اشتہار مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۶ء صفحہ ۷ حاشیہ)

"میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا۔ اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدائے عزّ وجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کرے۔"

(اشتہار تکمیلِ تبلیغ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

تبرّکات

دُنیا گواہ رہے کہ

مُصلح موعُود کی پیشگوئی پُوری شان سے پُوری ہُوئی

حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پُرشوکت اعلان

"خدا تعالیٰ نے ایسے غیب سے سامان پیدا کر دیئے ہیں کہ ہماری جماعت آپ ہی آپ مختلف ممالک میں پھیلتی جارہی ہے۔ اور وہ پیشگوئی پُوری ہو رہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے فرمائی تھی کہ میرے ذریعہ اسلام اور احمدیت کا نام دُنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔ آپ لوگوں نے دیکھ لیا کہ یہ پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اپنے ایک بیٹے کے متعلق فرمائی تھی کس شان کے ساتھ پُوری ہوئی .... اس سال (۱۹۴۴ء) کے شروع میں ۵ اور ۶ جنوری کی درمیانی رات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ بتادیا کہ مَیں ہی وہ مُصلح موعود ہوں جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا تھا اور میرے ذریعہ ہی دُور دراز ملکوں میں خدا کی آواز پہنچے گی۔ میرے ذریعہ ہی شرک کو مٹایا جائے گا ...... خصوصاً مغربی ممالک جہاں توحید کا نام مٹ چکا ہے وہاں میرے ذریعہ ہی اللہ تعالیٰ توحید کو بلند کرے گا۔ اور شرک اور کفر کو ہمیشہ کے لئے مٹا دیا جائے گا۔ تب جبکہ خدا نے مجھے یہ خبر دیدی مَیں نے اس کا دُنیا میں اعلان کرنا شروع کر دیا چنانچہ آج مَیں اِس جلسہ میں اسی واحد و قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افتراء کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے اسی شہر لاہور میں ۱۳ ٹمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ مَیں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ اور مَیں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعے اسلام دُنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔

...... اس پیشگوئی کی صداقت پر دو لاکھ لوگ گواہ ہیں جو میرے ذریعہ اسلام پر قائم ہوئے جو میرے ذریعہ توحید پر قائم ہوئے۔ جو میرے ذریعہ خدا اور اس کے رسُول صلعم کے دلدادہ و شیدا بنے۔ عیسائی اِس بات کے گواہ ہیں کہ یہ پیشگوئی پُوری ہوگئی ...... خدائے علیم و خبیر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر دی تھی کہ تیرا ایک بیٹا ہوگا اور وہ دُنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ انگلستان اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پُوری ہوگئی۔ سپین اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اٹلی اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ برلن اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پُوری ہوگئی۔ ہنگری اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ البانیہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ یوگوسلاویہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پُوری ہوگئی۔ پولینڈ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ زیکوسلویکیہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ شمالی امریکہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ جنوبی امریکہ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ سیرالیون اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ گولڈ کوسٹ اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ نائیجیریا اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ مصر اس بات کا گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ کینیا کالونی اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ یوگنڈا اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ زنجبار اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ ٹانگانیکا اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ سیلون اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ ماریشس اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ فلسطین اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ شام اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ لبنان اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ چین اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ جاپان اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ سماٹرا اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ جاوا اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ ملایا اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ بورنیو اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ ایران اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ کابل اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ ہندوستان کا گوشہ گوشہ گواہ ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔

دُنیا میں کونسا ایسا انسان ہے جس میں یہ طاقت ہو کہ وہ دلوں کو فتح کر سکے؟ دُنیا میں کونسا ایسا انسان ہے جو لوگوں کو اس عظیم الشان قربانی پر آمادہ کر سکے؟ یہ خدا تعالیٰ کا ہی ہاتھ تھا جس نے دُنیا میں اس قدر تغیرات پیدا کئے۔ یہ خدا تعالیٰ کا ہی ہاتھ تھا جس نے لوگوں کے دلوں کو کھینچا اور انہیں اسلام کے لئے اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو قربان کرنے کے لئے آمادہ کیا۔"

(الفضل ۱۸ فروری ۱۹۵۸ء)

الٰہی! تُو ہمارا پاسباں ہو

منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

الٰہی! تُو ہمارا پاسباں ہو
ہمیں ہر وقت تُو راحت رساں ہو

ترے بن زندگی کا کچھ نہیں لُطف
ہمارے ساتھ پیارے ہر زماں ہو

مُصیبت میں ہمارا ہو مددگار
ہمارے دردِ دل کا رازداں ہو

ہمیں اپنے لئے مخصوص کر لے
ہمارے دِل میں آ کر میہماں ہو

تجھے جِس راہ سے لوگوں نے پایا
وہ رازِ معرفت ہم پر عیاں ہو

ہماری موت ہے فُرقت میں تیری
ہمیشہ ہم پہ تُو جلوہ کُناں ہو

ہمارا حافظ و ناصر ہو ہر دم
ہمارے باغ کا تُو باغباں ہو

کرے اِس کی اگر تُو آبپاشی
تو پھر ممکن نہیں وہم خزاں ہو

ذلیل و خوار، رُسوا ہو جہاں میں
جو حاسد ہو، عدو ہو، بدگُماں ہو

عبادت میں کٹیں دن رات اپنے
ہمارا سر ہو تیرا آستاں ہو

خُدا نے دی ہے ہم کو کامرانی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَوْفَی الْاَمَانِیْ

(کلامِ محمود رضؓ)

خطبہ جمعہ

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۴ر صلح ۱۳۶۴ ہش مطابق ۴ر جنوری ۱۹۸۵ء بمقام مسجد فضل لندن

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ روح پرور اور بصیرت افروز خطبہ جمعہ کیسٹ کی مدد سے احاطہ تحریر میں لاکر ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین کر رہا ہے ——— (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے درج ذیل قرآنی آیات کی تلاوت فرمائی:-

أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

(سورہ توبہ آیت ۱۰۹ تا ۱۱۱)

اس کے بعد فرمایا:-

جو آیاتِ قرآنیہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں یہ سورہ توبہ سے لی گئی ہیں۔ آیت ۱۰۹ تا ۱۱۱ - ان میں اللہ تعالیٰ یہ بیان فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو

خدا کے تقویٰ پر اپنے کاموں کی بنیادیں

استوار کرتے ہیں یا جن کی تمام عمارات جن کے تمام منصوبے جن کے سارے کاروبار اللہ کے تقویٰ کی بنیادوں پر قائم ہوتے ہیں اور خدا کی رضا سے طاقت حاصل کرکے آگے بڑھتے ہیں، کیا ایسے شخص بہتر ہیں یا وہ جن کی بنیادیں ایک ایسے گرنے والے کنارے پر ریت کے کنارے پر قائم کی گئی ہوں جو آگ کا کنارہ ہو۔ پس وہ ایسے کنارے پر قائم کی بنیادیں اپنے اوپر قائم کرنے والی عمارتوں سمیت اور ان کے مکینوں سمیت ان کو لے کر جہنم میں جا پڑتی ہیں۔ وَ اللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہاں خدا تعالیٰ نے اَسَّسَ بُنْیَانَہٗ عَلَی التَّقْوٰی نہیں فرمایا، بلکہ تَقْوٰی مِنَ اللّٰہِ وَ رِضْوَانٍ فرمایا ہے جو عام قرآنی اسلوب سے ایک مختلف اسلوب ہے۔ اور اس میں ایک بڑی گہری حکمت ہے۔ یہاں مراد یہ نہیں ہے کہ انسان اس تقویٰ پر بنیادیں قائم کرتا ہے جو تقویٰ کسی حد تک اس کے اختیار اور بس میں ہے۔ بلکہ یہاں ایک خوشخبری کے رنگ میں مومنوں کا نقشہ یہ کھینچا گیا ہے کہ عَلٰی تَقْوٰی مِنَ اللّٰہِ ان کی بنیادیں، ان کی عمارتیں ایسے تقویٰ کی بنیاد پر قائم ہوتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو عطا ہوتا ہے۔ یعنی انسان کی طرف سے

اس کا کسب کا اتنا کوئی حصہ نہیں ہوتا

جتنا خدا تعالیٰ کی عطا کا اور رضوان کا حصہ ہوتا ہے۔

اس مضمون پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ قوموں پر دو قسم کے حالات آتے ہیں۔ ایک وہ جس کا نقشہ [illegible] کھینچا گیا ہے اور ایک وہ حالات جب کہ خدا کے فضل کی طرح خدا کی رحمت کی بارش کی طرح تقویٰ آسمان سے برستا ہے۔ جماعت احمدیہ اس وقت ایسے ہی دور میں داخل ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے احسانات کے جو کرشمے ہم دیکھ رہے ہیں، جو نیکیاں دلوں کو عطا ہو رہی ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی رضوان کی محبت دلوں میں بڑھ رہی ہے، جو عبادات کا ذوق و شوق پیدا ہو رہا ہے، جو حیرت انگیز پاک تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں جماعت میں، ان میں جماعت کے کسب کا کوئی حصہ نہیں۔ کسی انتظامی کوشش یا جد و جہد کا کوئی حصہ نہیں۔ یہ تقویٰ من اللہ ہی ہے۔ خالصتاً۔ آسمان سے خدا کے فرشتے وہ تقویٰ قلوب پر نازل فرما رہے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ ہمیں نئی عظیم الشان عمارتوں کی خوشخبری دے رہا ہے۔ ایسے عظیم الشان کاموں کی بنیادیں قائم کر رہا ہے اس تقویٰ کے اوپر جس کے نتیجہ میں جماعت خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ایک بالکل نئے انقلابی دور میں داخل ہو جائے گی۔ پس تقویٰ مِنَ اللّٰہِ وَ رِضْوَان، ان دونوں کو اکٹھا اس طرح بیان کرنا صاف ظاہر فرماتا ہے کہ یہ دور جب قوموں پر آتا ہے کہ

تقویٰ برسنے لگتا ہے اُن پر

اور خدا کی رضا نازل ہو رہی ہوتی ہے، ایسے دور میں بعض ایسے بدقسمت بھی پیدا ہو رہے ہوتے ہیں جو خدا کے ان پاک بندوں کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک طرف یہ جماعت خدا کی طرف سے نازل کردہ تقویٰ پر اپنے سارے منصوبوں کی بنیاد رکھتی ہے۔ اور دوسری طرف ان کو مٹانے کے ناپاک منصوبے اُس حسد کی آگ پر مبنی ہوتے ہیں جو ان کی ترقی کو دیکھ کر دلوں میں بھڑک رہی ہوتی ہے۔ اور اس آگ ہی میں یہ جا پڑتے ہیں۔ بالآخر اسی آگ کا ایندھن بنا دیئے جاتے ہیں۔ تو فرمایا! دونوں حالتوں میں سے کونسی تم پسند کرو گے۔ یہ تو انسان کے بس میں ہے کہ جب دو راستے اس کو دکھا دیئے جائیں تو جو اپنے لئے پسند کرے اُسے اختیار کرلے۔

ان آیات نے اتنا کھلا کھلا

نقشہ کھینچ دیا ہے آج کل کے حالات کا

کہ ایک انسان جس میں کچھ بھی بصیرت ہو اس کے لئے اپنے لئے نجات کا رستہ اختیار کرنا کوئی مشکل کام نہیں رہتا۔ لیکن جیسا کہ ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے بدقسمتی سے جب ایسے وقت آتے ہیں تو لوگوں کی آنکھوں کا نور بھی زائل ہو جاتا ہے۔ اور وہ آگ کی تپش ان کے دل و دماغ کو، ان کی طاقتوں کو بھسم کر دیتی ہے۔ نتیجۃً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا یَزَالُ بُنْیَانُھُمُ الَّذِیْ بَنَوْا رِیْبَۃً فِیْ قُلُوْبِھِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُھُمْ کہ پھر وہ جو عمارتیں بناتے ہیں جو منصوبے بناتے ہیں اور عمارتیں تعمیر کرتے ہیں ان کے اندر اندرونی طور پر رخنے پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ ان کے اندر دراڑیں آنے لگ جاتی ہیں اور شکوک ان کے اندر سے جنم لینے لگتے ہیں۔ اور ان کی یقین کی حالت شک و شبہوں میں تبدیل ہونے لگتی ہے۔ ایک ایسا وقت آتا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ غالباً اب کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ اور وہ جو کیفیت ہے وہ بڑھتے بڑھتے ایک اتنا خطرناک دباؤ اختیار کر لیتی ہے اندرونی طور پر کہ فرماتا ہے اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُھُمْ کہ قریب ہوتا ہے کہ پھر ان کے دل اس اندرونی دباؤ سے پھٹ پڑیں تو ان کے لئے محض آسمان سے نازل ہونے والی آفات ہی نہیں قلبی حالتوں سے پیدا ہونے والی آفات بھی ہیں۔ ان کا ظاہر بھی بدنصیب ہے اور ان کا باطن بھی بدنصیب ہے۔ اور بظاہر جو لوگ دیکھتے ہیں کہ یہ کامیابی کی طرف جا رہے ہیں یا کامیابی نشے میں مگن ہیں، امر واقعہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی باطن پر نظر ہے اور وہ یہ گواہی دیتا ہے کہ ان مخالفین کو جو بظاہر تمہیں خوش و خرم نظر آ رہے ہیں، بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنی کامیابی کا یقین رکھتے ہیں ہم تمہیں بتلاتے ہیں کہ

ان کو اپنی کامیابی کا کوئی یقین نہیں

ان کے دلوں میں شکوک پیدا ہو چکے ہیں۔ اور یہ بڑھتے چلے جائیں گے۔ اندرونی طور پر اپنی ناکامیوں کا دباؤ اتنی شدت اختیار کر جائے گا کہ قریب ہے کہ یہ دل پھٹ جائیں وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ۔ تمہیں علم نہیں ہے اللہ جانتا ہے اور وہ علیم بھی ہے اور حکیم بھی ہے۔ باخبر بھی ہے اور اس کی ذرہ ذرہ حکمت کارفرما ہوتی ہیں جو ظاہری آنکھ کو نظر نہیں آ رہی ہوتیں۔ اور اندرونی طور پر ہو رہے

کام دکھا رہی ہوتی ہیں۔ ان حالات پر اگر غور کیا جائے جو ان آیات میں بیان ہوئے ہیں تو سورۃ کہف اس میں عظیم الشان خوشخبریاں ہیں۔ اور ایسے وقت میں ہی تسکین کے سامان ہیں جبکہ بظاہر مومن کے لئے اندھیرا ہے اور اس کے مخالف کے لئے روشنی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے لئے اندھیرے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ خدا کے نور میں چلنے والے لوگ ہو۔ خدا کی رحمتوں کا سایہ تمہارے اوپر ہے۔ تم اپنے دلوں کو دیکھو کہ ہر روز ان پر خدا کی رحمتیں تقویٰ کی صورت میں اور طہارت اور پاکیزگی کی صورت میں نازل ہوتی ہیں۔ تم مسلسل روحانی سفر کر رہے ہو۔ نئی روحانی فضاؤں میں پرواز کرنے لگے ہو۔ اگر تم بظاہر سا بھی غور کرو تو تم جان لوگے کہ اس میں تمہاری کوشش کا دخل کوئی نہیں۔ محض خدا کا فضل ہے جو تم پر نازل ہو رہا ہے۔ اس کے بعد تمہارے لئے مایوسی کی کونسی گنجائش ہے۔ اور جن کو تم خوش سمجھ رہے ہو جن کو تم فخر کرتا ہوا دیکھتے ہو ان کے دل کی حالت ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ ان کا یہ حال ہے اور دن بدن وہ ابتری کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

گزشتہ سال کے حالات اور واقعات کا جائزہ لیا جائے تو ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر جہت سے ہر سمت میں

جماعت احمدیہ کا قدم آگے بڑھایا ہے

کوئی ایک بھی شعبۂ زندگی نہیں ہے جس میں جماعت احمدیہ نے گزشتہ سال نمایاں ترقی نہ کی ہو۔ کوئی ایک بھی ملک ایسا نہیں ہے جس میں جماعت احمدیہ نے ترقی نہ کی ہو۔ پاکستان جیسے ملک میں جہاں جماعت کی ہر آزادی پر پہرے بٹھا دیئے گئے ہیں وہاں بھی جماعت کی ہر تحریک نشو و نما پا رہی ہے اور پہلے سے آگے بڑھ رہی ہے۔ چنانچہ

وقف جدید بھی ایک ان غریبانہ تحریکوں میں سے ہے

جو جماعت احمدیہ نے اسلام کے احیاء نو کی خاطر جاری کی ہیں۔ اور دیہاتی جماعتوں میں ایک روحانی تبدیلی پیدا کرنے کی خاطر حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ ایک بہت ہی غریبانہ اور درویشانہ سی جماعت ہے جن کا بہت معمولی سا بجٹ ہے۔ لیکن گزشتہ سال اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جہاں باقی انجمنوں نے ترقی کی وہاں خدا تعالیٰ نے اس

غریبانہ انجمن

کو بھی نمایاں ترقی کی توفیق بخشی۔ اور بجٹ توقع سے بہت بڑھ کے پورا ہوا۔ بلکہ عملاً جہاں تک مجھے یاد ہے دو یا تین لاکھ روپے کا زائد بجٹ ہوا۔ جو پہلے سات لاکھ ہوا کرتا تھا وہ دس لاکھ تک پہنچ گیا اور نسبت کے لحاظ سے ایک بہت نمایاں ترقی ہے۔ اور اس دفعہ کا بجٹ انہوں نے گیارہ لاکھ سے زائد رکھا تھا۔ غالباً

تیرہ ۱۳ لاکھ کے قریب

اور جو رپورٹیں آ رہی ہیں وہ خدا کے فضل سے بہت خوشکن ہیں کہ یہ بجٹ بھی حسب سابق توقع سے بڑھ کر پورا ہوگا۔

تعجب ہوتا ہے کہ ایک طرف تو دشمن جماعت کی آمد کے ذرائع پر ہاتھ ڈال رہا ہے، نوکریوں سے سبکدوش کئے جا رہے ہیں لوگ۔ تجارتوں میں رخنے ڈالے جا رہے ہیں۔ انکم ٹیکس کے جھوٹے مقدمے بنائے جا رہے ہیں۔ کوئی ایک بھی پہلو ایسا نہیں ہے جس سے جماعت کو تنگ نہ کیا جا رہا ہو۔ اور جماعت کی اقتصادی حیثیت کو نقصان نہ پہنچایا جا رہا ہو۔ اور اس کے باوجود ہر جہت میں خدا کی راہ میں جماعت مالی قربانی میں آگے ہی آگے قدم بڑھا رہی ہے۔ اور جہاں تک وقف جدید کے کاموں کا تعلق ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس پاک تبدیلی میں جو دیہات میں نظر آتی ہے ان کارندوں کی

دعاؤں کا بھی دخل ہے۔ ان کی محنتوں کا بھی اس لحاظ سے دخل ہے کہ نہایت غریبانہ گزارہ میں رہ کر بھی یہ بچوں کو قرآن پڑھاتے نمازوں کی طرف توجہ دلاتے اور بڑی محنت کے ساتھ بڑے مشکل حالات میں صبر اور شکر کے ساتھ گزارہ کر رہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس تحریک کو آئندہ بھی ترقی دے۔ چونکہ ہمیشہ یہی دستور رہا ہے کہ جلسہ سالانہ کی انتہائیسویں تاریخ کو یا نئے سال سے پہلے جمعہ کو وقف جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس جمعہ

میں وقف جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان کرتا ہوں

اور دعا کی تحریک کرتا ہوں جماعت کو کہ یہ دعا مانگیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جہت سے اس تحریک کو بھی غیر معمولی نشو و نما عطا فرماتا رہے۔ اور وہ عظیم الشان کام جو خدا تعالیٰ نے ان عاجز بندوں کے سپرد فرمائے ہیں ان میں اس تحریک کے کارندے بھی حتی المقدور کوشش کرتے رہیں۔

اسی کے ساتھ ہی میں آپ سب کو نئے سال کی مبارکباد بھی دیتا ہوں۔ اور نئے سال کی مبارکباد کے طور پر کچھ

اچھی خبریں بھی آپ کو سناتا ہوں

جو پاکستان سے باہر سے بھی تعلق رکھتی ہیں اور پاکستان کے اندر سے بھی تعلق رکھتی ہیں۔ جہاں تک جماعت کے اوپر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کا تعلق ہے ان کا تو شمار ممکن نہیں ہے اور جتنے شعبے جماعت کے کام کر رہے ہیں ان سب کا ذکر کر کے اگر خدا تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کو سمیٹنے کی کوشش کی جائے تو وہ بھی ایک خطبہ جمعہ میں تو ممکن ہی نہیں ہے۔ اس سے پہلے جب جلسہ سالانہ کی اجازت ہوتی تھی تو دوسرے دن کی تقریر میں جماعت احمدیہ کی مختلف جہتوں میں ترقیات کا ذکر ہوا کرتا تھا۔ اور اس میں بھی میں نے دیکھا ہے کہ انتہائی کوشش کے باوجود بھی پچھلے دو سالوں کا تجربہ تو یہ ہے کہ کبھی بھی پورے واقعات اور نوٹس کے مطابق بیان نہیں کر سکا۔ حالانکہ دو تین گھنٹے کی مسلسل تقریر ہوتی ہے بڑھایا بھی جا سکتا ہے۔ لیکن بار بار نوٹ چھوڑ کر بعض جگہوں سے آگے گزر کے جلدی میں ہی باتیں بیان کرنی پڑتی تھیں تاکہ بعض اہم نکتے جو بعد میں آنے ہوتے ہیں وہ رہ نہ جائیں۔ تو یہ تو ممکن ہی نہیں ہے کہ ایک جمعے کے محدود عرصہ میں میں یہ ساری باتیں بیان کر سکوں۔ لیکن بعض پہلوؤں سے میں نے چند چیزیں صرف اخذ کی ہیں تاکہ جماعت احمدیہ کو جو شوق ہے ہمیشہ سے خوشخبریاں سننے کا اللہ تعالیٰ ان کے دل راضی کرے اور ان کو بتائے کہ یہ جو گزشتہ سال گزرا ہے یہ کسی لحاظ سے بھی پہلے سالوں سے کم نہیں آیا۔ بلکہ بہت ہی زیادہ برکتیں لے کے آیا ہے۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ

تبلیغ کے معاملے میں جماعت میں ایک عظیم الشان ولولہ

پیدا ہو گیا ہے پچھلے سال۔ اور کوئی ایک بھی ملک ایسا نہیں ہے جہاں نئے نئے داعین الی اللہ پیدا نہیں ہو رہے۔ اور اکثرت کے ساتھ ان کی کوششوں کو پھل لگنے لگے ہیں۔ نئی نئی جماعتیں خدا تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں۔ نئے نئے ملکوں میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کا پودا لگایا ہے۔ اور بعض ملکوں میں تو جماعتوں کے خدا کے فضل سے فوج در فوج کہنا چاہئے اس طرح لوگ داخل ہوئے ہیں اور چونکہ یہ صورت حال ساری تبلیغ میں ایک نیا ولولہ اور نیا جوش ساری دنیا میں پیدا ہو گیا ہے۔ اس لئے کسی ایک ملک کا نام تو نہیں لیا جا سکتا۔ لیکن آپ چونکہ یورپ میں رہنے والے ہیں۔ اس لئے آپ کو آپ کے ملکوں کے متعلق میں بتاتا ہوں۔ کیونکہ آپ میرے اولین مخاطب ہیں کہ انگلستان میں بھی یہ پاک تبدیلی بڑے نمایاں طور پر سامنے آ رہی ہے اور یورپ کے دیگر ممالک

میں بھی۔

میرا یہ ارادہ تھا خدا تعالیٰ کے فضل اور اُس کی دی ہوئی توفیق کے مطابق کہ کوشش کروں کہ ہر جہت سے گزشتہ سالوں کے مقابل پر

اس سال دس گنا زیادہ تبلیغ کی رفتار ہو جائے

تو جہاں تک یورپ کا تعلق ہے وہاں پر تو یہ فضل اللہ تعالیٰ نے پوری طرح حساب سے بھی بڑھ کر عطا فرما دیا۔ انگلستان میں بھی گزشتہ سال کی نسبت دس گنا سے زیادہ تبلیغ میں اضافہ معلوم ہوا۔ اور جرمنی میں بھی گزشتہ سال کے مقابل پر دس گنا اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ اور دیگر ملکوں کی تمام تفاصیل تو میرے سامنے نہیں ہیں لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ ابھی یورپ کے سفر سے ہو آیا ہوں۔ حیرت انگیز طور پر نوجوانوں میں تبلیغ کی لگن اور جوش ہے۔ اور طبیعت مائل ہو رہی ہے اس طرف۔ اس لئے میں خدا کے فضل سے اُمید رکھتا ہوں کہ جس کام کی بنیاد پڑ گئی ہے کہ ہر احمدی تبلیغ کرے اس کے نتائج اب انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح نہیں آگے بڑھیں گے کہ ایک تھے پھر دو ہو جائیں اور دو سے تین اور تین سے چار۔ بلکہ جیسا کہ میری دلی تمنا ہے اور دعا ہے کہ یہ

آپس میں ضرب کھانے لگ جائیں

گے انشاء اللہ۔ دو سے چار۔ چار سے آٹھ اور آٹھ سے سولہ۔ اس رفتار سے ہمیں آگے بڑھنا ہے۔ اور اس کے بغیر ہمارا چارہ نہیں ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ رفتار خواہ کتنی بھی تیز ہو رفتاروں کے ذریعہ دنیا میں انقلاب برپا نہیں ہوا کرتے۔ ACCELERATION کے ذریعے انقلاب برپا ہوا کرتے ہیں۔ ACCELER-ATION اس کو کہتے ہیں ترقی پذیر رفتار کو۔ یعنی آج اگر دس میل کی رفتار سے آپ چل رہے ہیں تو کل دس میل کی رفتار سے نہیں بلکہ گزشتہ دس میل جمع اور دس میل یعنی بیس میل کی رفتار سے آپ چل رہے ہوں۔ اور اس سے اگلے سال بیس میل کی رفتار سے نہیں چالیس بلکہ بیس جمع دس میل اور۔ تو اس تدریجی رفتار کو انگریزی میں ACCELERA-ATION کہتے ہیں۔ اور دنیا میں جتنا بھی کارخانہ قدرت چل رہا ہے اس کی بنیاد خدا تعالیٰ نے ACCELERATION پر رکھی ہے۔ کیونکہ بنیادی طور پر آخری انرجی کی جو صورت ہے وہ GRAVITY ہے۔ GRAVATION یعنی زمین کی قوت جاذبہ یا مادے کی قوت جاذبہ اس کے نتیجے میں جس کو کشش ثقل بھی کہا جاتا ہے اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ نے ACCELERATION پیدا کرتا ہے۔ اور جتنی انرجی اس کی مختلف شکلیں ہیں خواہ وہ بجلی ہو یا مقناطیس ہو یا کوئی اور شکل ہو وہ بالآخر اسی آخری شکل کی مرہون منت ہیں۔ اور اسی کی مختلف بدلی ہوئی صورتیں ہیں دراصل۔ تو جب خدا تعالیٰ نے اپنے نقشے کی بنیاد ACCELE-RATION پر رکھی ہے اور ہمیں متوجہ فرمایا ہے کہ تم قانون قدرت پر غور کرو۔ اور اس سے نصیحت پکڑو۔ اور میری سنت کے راز معلوم کرو۔ اور میرے طریق سیکھو۔ تو روحانی دنیا میں بھی نئی عظیم الشان تخلیقات کے لئے نئے کارخانے جاری کرنے کے لئے لازم ہے کہ ہم خدا کی اس جاری کردہ سنت پر غور کریں اور اسی کو اپنائیں۔ پس آئندہ سال کے لئے اگر یہاں انگلستان میں مثلاً ایک سال میں ساٹھ ہوں اور جرمنی میں ایک سو دس یا ایک سو بیس اور ہو جائیں تو یہ تو TECHNICIAN کی علامت ہو گی۔

ایک مقام پر کھڑے ہو جانے والی بات ہے

اگر دس داعی الی اللہ یہاں پیدا ہوئے تھے تو اگلے سال کم سے کم بیس ہونے چاہئیں۔ یا اس سے بھی زیادہ۔ اور جرمنی میں اگر پچاس پیدا ہوئے تھے تو اگلے سال سو یا اس سے بھی زیادہ ہونے چاہئیں۔ اسی طرح باقی ملکوں کو بھی میں یہی پیغام دیتا ہوں کہ نئے سال میں یہ عہد کریں اپنے رب سے کہ اے خدا تو نے محض اپنے فضل سے ہمیں جو تیز رفتاری بخشی ہے اس تیز رفتاری کو ACCELERATION میں تبدیل فرما دے۔ ہمارے ہر کام میں غیر معمولی سرعت ہی نہ ہو بلکہ بڑھتی رہنے والی سرعت پیدا ہو جائے۔ دنیا ہر سال ہمیں ایک نئے دور میں داخل ہوتا دیکھے۔ تیری راہ میں قدم بڑھانے کی مزید توانائی ہمیں نصیب ہو۔ اور تیری طرف حرکت کے لئے نئے نئے پر ہمیں عطا ہوتے رہیں۔

ان دعاؤں کے ساتھ ہمیں نئے سال کا آغاز کرنا چاہیئے

جہاں تک اس تبلیغ کے نتائج کا تعلق ہے اور روحانی طور پر جو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ عطا فرمایا ہے اور اپنی رضا بخشی ہے ہمیں اس کا تعلق ہے، اس کے نتیجے میں کچھ دنیاوی ظاہری لحاظ سے کچھ مشکلات بھی دکھائی دیتی ہیں اور وہ مشکلات بھی دراصل اللہ کا فضل ہیں۔ مشکلات یہ ہیں کہ وہ مساجد جو پہلے ہمارے لئے کافی ہوا کرتی تھیں اب کافی نہیں رہیں۔ کچھ نئے آنے والے آ رہے ہیں۔ کچھ پرانے جو غافل تھے وہ بڑی تیزی کے ساتھ جماعت کی طرف دوبارہ پلٹے ہیں۔ باہر جانے کی بجائے ان کا رُخ اندر کی طرف ہو گیا ہے۔ چنانچہ وہ مساجد جو گزشتہ دوروں میں مجھے کافی محسوس ہوتی تھیں اب تو بالکل اتنی چھوٹی دکھائی دی ہیں کہ حیرت ہے کہ ان سے ہمارے کام کیسے چل سکیں گے۔ چنانچہ میں نے تو

دو یورپین مشنز

کی تحریک کی تھی لیکن اب معلوم ہو رہا ہے کہ دو تو نہیں یہ تو لمبا سلسلہ چلنے والا ہے۔ چنانچہ انگلستان کا جہاں تک تعلق ہے خدا تعالیٰ نے آپ کو تو ایک بڑا وسیع مشن بھی عطا فرما دیا۔ لیکن پھر بھی جو دوسری ضروریات ہیں وہ پوری نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے یہاں بھی ہمیں جگہ جگہ نئی جگہیں خریدنی پڑیں گی۔ اس کا ہم جائزہ لے رہے ہیں۔

ایک خوشخبری یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے

گلاسکو میں ہمیں ایک بہت عظیم الشان عمارت

خریدنے کی توفیق مل گئی ہے۔ جو وہاں کی جماعت کا ایک حصہ سمجھتا ہے کہ بہت دیر تک ہماری ضروریات پوری ہوتی رہیں گی۔ لیکن میں سمجھتا ہوں وہ یہ بدظنی کر رہے ہیں اپنے رب پر۔ اگر بہت دیر تک ان کی ضروریات پوری ہوتی رہیں گی تو پھر وہ بڑھ نہیں رہے اس لئے میری تو دعا ہے کہ کل ضروریات ان کی پوری نہ ہو سکیں۔ اتنی جلدی وہ پھیلیں اور نشوونما پائیں اور اس تیزی سے آگے قدم بڑھائیں کہ ہم دیکھتے رہ جائیں کہ یہ عمارت چھوٹی ہو گئی۔ اور جماعت اس سے بڑی ہو گئی۔ اس لئے اب گلاسکو کی جماعت کو میری خاص نصیحت یہ ہے کہ خدا کی اس نعمت کا شکر اس رنگ میں ادا کریں کہ عمارت کو بھرنے کی کوشش کریں جلد سے جلد اور خدا کی رحمت پر توقع رکھیں کہ جب وہ بڑھیں گے تو خدا اور عمارتیں بھی عطا کر دے گا۔ خدا تعالیٰ نے اس لحاظ سے جماعت کو کبھی بھی محروم نہیں رکھا۔ جرمنی کا سفر میرا خصوصیت کے ساتھ اس لئے تھا کہ وہاں دوسرا یورپین مشن خریدنے کے لئے جائزہ لیا جائے۔ لیکن جہاں ہم ہالینڈ میں اُترے وہاں کی مسجد دیکھ کر ہمیں تعجب ہوا کہ

ہالینڈ کی مسجد بھی چھوٹی ہو گئی ہے

بہت سے لوگ جو پہلے تعلق نہیں رکھتے تھے وہ کثرت کے ساتھ تعلق رکھنے لگے۔ نئے نئے احمدی ان میں داخل ہوئے۔ اور اللہ کے فضل سے اب وہ جو پہلے بڑی کھلی جگہ دکھائی دیا کرتی تھی بالکل چھوٹی ہو کے رہ گئی۔ چنانچہ وہاں بھی خدا تعالیٰ نے توفیق دی اگرچہ دو تین دن کا قیام تھا لیکن جماعت نے بڑی بھاگ دوڑ کی۔ نئی جگہیں تلاش کیں۔

اور اس جگہ کو بھی نئی وسعت دینے کے لئے آرکیٹیکٹ کو بلا کر اُن کے ساتھ معاملات طے ہوئے تو امید کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جلد خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہالینڈ میں بھی دو طرح ہمارے مشن وسعت پذیر ہوں گے۔ ایک موجودہ عمارت کی توسیع کی جائے گی اور دوسرے ایک نیا مشن وہاں قائم کرنا ہے انشاء اللہ۔

جب جرمنی پہنچے تو پتہ چلا کہ وہاں، ہمبرگ میں بھی ضرورت ہے وہاں ۷۰٪ ایک جگہ ہے وہاں بھی ضرورت ہے وہاں میونخ میں بھی ضرورت ہے وہاں تو جماعتیں شور مچا رہی تھیں کہ ہماری ضرورتیں پوری کرو آپ ایک مشن کی بات کر رہے ہیں یہاں تو جگہ جگہ

خُدا کے فضل نئے مشنوں کے تقاضے کر رہے ہیں

چنانچہ یہی فیصلہ کرنا پڑا کہ ایک تو بڑا مرکز قائم کیا جائے۔ فرینکفرٹ کے قریب اور وہاں ایک خدا کے فضل سے بہت اچھی با موقعہ جگہ پسند کر لی گئی ہے اور NEGOTIATIONS کے لئے کہہ دیا ہے۔ بہر حال جو قیمت بھی طے ہو گی ہم انشاء اللہ دیں گے۔ اُس کی اور ہمبرگ مشن کو بھی ہدایت کر دی گئی ہے دو ہیں اُن کی جو تجاویز تھیں وہ سامنے بھی آئیں لیکن وہ بھی پوری نہیں تھیں اُن سے مَیں نے کہا تھا بڑی جگہ بنائیں تو اُن کے جو حوصلے کی چھلانگ تھی وہ اسی وجہ سے کہ شاید اگلی پانچ سال کی یا دس سال کی ضرورتیں ہماری پوری ہو جائیں گی۔

اُنہوں نے چھوٹی جگہ تجویز کر دی

اُن سے مَیں نے کہا ہے کہ آپ کتنے سال پھل کھاتے رہے ہیں۔ گزشتہ لوگوں کی محنت کا اب اُن کا شکریہ ادا کرنے کا تو یہ طریق ہے کہ آئندہ ارادہ یہ کریں کہ گویا آئندہ بیس سال تیس سال کی ضروریات کے لئے آپ نے کشادہ جگہ لینی ہے۔ اور دُعا یہ کریں کہ خدا کرے اگلے سال ہی ہمیں اور جگہ لینی پڑے۔ یہ ڈھنگ ہیں جو قدرت نے ہمیں سکھائے ہیں۔ اس طریق پر خدا تعالیٰ نے دنیا میں نشوونما فرمائی ہے۔ اور یہ جاری قوانین ہیں اللہ تعالیٰ کے جن کے نتیجے میں تمام کائنات ترقی پذیر ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی اس جاری سُنّت کو دیکھ کر اُن سے جب ہم زندہ رہنے کے اُسلوب سیکھتے ہیں تو پھر یہی نتائج سامنے آتے ہیں جو میں آپ کے سامنے سُنا رہا ہوں۔ سوئٹزرلینڈ گئے تو وہاں بھی جگہ بہت چھوٹی نظر آئی اگرچہ وہاں بہت زیادہ مہنگائی ہے لیکن پھر بھی جو فوری ضروریات ہماری ہیں وہ تو بہر حال پوری کرنی ہیں۔ یعنی سوئٹزرلینڈ میں انگلستان کے مقابل پر دس گنا سے بھی زیادہ قیمتیں ہیں جائیدادوں کی بہر حال ایک جگہ تو زمین کا اُن کا مطالبہ تھا کہ ہمیں جلد لے کر دی جائے اُن سے تو میں نے کہا ہے کہ آپ لوگ تبلیغ میں چونکہ سُست ہیں اس لئے ابھی آپ کا حق نہیں ہے

آپ پہلے اپنا حق قائم کریں۔

ہر احمدی میں یہ جذبہ اور جوش پیدا ہو پھر انشاء اللہ جا ہے جہاں سے مرضی روپیہ لانا پڑے ہم آپ کی ضرورت پوری کر دیں گے۔ لیکن ابھی ان کو ایک سال کی میں نے مہلت دی ہے۔ اس لئے فی الحال سوئٹزرلینڈ میں سوائے پرانے مشن کی کچھ توسیع کے اور کوئی پروگرام نہیں ہے۔

جب فرانس آئے تو معلوم ہوا کہ وہاں بھی جماعت میں ایک حیرت انگیز تبدیلی ہے ہم تو سمجھا کرتے تھے کہ وہاں دس پندرہ کی ایک کمزور سی جماعت ہو گی لیکن جب جمعہ پر ہم اکٹھے ہوئے تو صرف مرد ہی بیٹھے تھے خدا کے فضل سے اور عورتیں اس کے علاوہ بھی تھیں۔ اور جو خدمت کرنے والی خواتین تھیں جو سب کا خیال رکھ رہی تھیں کھانا وغیرہ پکاتی تھیں اور ہر قسم کی خدمت کر رہی تھیں اُن میں ایک یوروپین خاتون بھی تھی

جو حیرت انگیز اخلاق سے دن رات محنت کر رہی تھیں وہاں

تو وہاں تو ایک بالکل نیا نقشہ نظر آیا جماعت کا وہاں خدا کے فضل سے پیرس کے ایک بہت اچھے علاقے میں جو صاف ستھرا اور معاشرے کے لحاظ سے بھی صحت مند علاقہ ہے وہاں ایک بہت اچھا مشن خرید لیا گیا ہے اللہ تعالیٰ جماعت کو یہ مبارک فرمائے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کی جو قانونی TRANSACTION ہے وہ بھی ایک دو مہینے کے اندر ہو جائے گی اللہ کے فضل سے سودا ہو چکا ہے بیعانہ رقم کا ایک حصہ ادا کر دیا گیا ہے اور دوسرا موجود ہے۔ اسی طرح ایک اور جگہ بھی وہاں جائزہ لینے کی ہدایت کر دی گئی ہے تا کہ فرانس میں ایک نہیں بلکہ دو مشن قائم کئے جائیں تو جہاں تک بیرونی دنیا کا تعلق ہے اخلاص کا حال دیکھیں تبلیغ کا ذوق دیکھیں، عبادتوں کا شوق دیکھیں نئے نئے مشنز کا قیام دیکھیں۔

کس لحاظ سے یہ سال بُرا گزرا ہے

امر واقعہ یہ ہے کہ اتنے غیر معمولی فضل ہر سمت سے خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے ہیں کہ اُس کا شکر ادا کرنے کی طاقت ہم نہیں رکھتے۔ یہ حق ادا نہیں ہو سکتا اس لئے خدا کی رحمت کے سامنے سر جھکاتے ہوئے پرانے سال کی دہلیز سے گزریں اور نئے سال میں داخل ہوں۔ اور خدا کی رحمت کے حضور یہ سر پھر بلند اُٹھے نہ کبھی کیونکہ جو خدا کے حضور شکریئے کے طور پر اپنے سر جھکاتے ہیں اُنہیں کو ہمیشہ سربلندیاں عطا ہوا کرتی ہیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ خدا کے فضلوں میں بھی اُسی طرح ACCELERATION آئے گی انشاء اللہ۔ جتنی آپ اپنی کوششوں میں ACCELERATION کریں گے اللہ کی ہمیشہ سے یہ تقدیر جاری ہے کہ بندے کے تھوڑے کے مقابل پر اپنا بہت زیادہ ڈالتا ہے۔ ایک غریب آدمی کچھ تھوڑا سا جب پیش کیا کرتا ہے کسی امیر کو تو اتنا تو نہیں لوٹایا کرتا اتنا تو اگر وہ لوٹائے تو بڑا ہی گھٹیا کام سمجھا جاتا ہے بہت ہی حقیر بات سمجھی جاتی ہے اللہ نے اپنے بندوں کو اگر یہ فطرت عطا فرمائی ہے تو آپ تصور نہیں کر سکتے کہ خدا تعالیٰ کا ردّ عمل کس قسم کا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مختلف طریق پر ہمیں سمجھایا اور خلاصہ اس کا یہ ہے کہ آپ ایک معمولی سی حرکت کرتے ہیں اُس کو خدا تعالیٰ

ایک لامتناہی حرکت میں

تبدیل کر دیتا ہے۔ اتنے فضل جاری فرماتا ہے کہ اُس کو آپ گن نہیں سکتے اُن کو آپ سمیٹ نہیں سکتے۔

جہاں تک پاکستان کے حالات کا تعلق ہے اُن کے فیض سے بھی یہاں آپ کے اندر روحانی تبدیلیاں ہو رہی ہیں یعنی اگر آپ غور کریں تو ان ساری ترقیات کا منبع اور مرکز پاکستان میں پیدا ہونے والا دُکھ ہے اس لئے عَسٰۤی اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ کا ایک عجیب منظر ہے جو ہم دیکھ رہے ہیں۔ جس طرح تمام دنیا کی توانائی جو نظام شمسی میں ہم دیکھتے ہیں یہ سورج سے نازل ہو رہی ہے اسی طرح ہر قسم کی توانائی کے بعض مراکز ہوا کرتے ہیں یہ جو توانائی ساری دُنیا میں جماعت احمدیہ میں پھیل رہی ہے اللہ کے فضل کے ساتھ۔ اس کا مرکز پاکستان کے احمدیوں کے

دکھوں میں ہے۔ وہیں فرانس میں ایک فرانس کے مقامی باشندے جو خدا کے فضل سے مخلص احمدی ہیں انہوں نے ایک سوال کیا جس کے نتیجے میں میں اُن کو سمجھا رہا تھا کہ اس دور میں خدا تعالیٰ نے

کس کس قسم کے فضل

کئے ہیں میں نمونے اُن کو بتا رہا تھا۔ ایک میں نے اُن کو یہ بتایا کہ بڑی کوششیں کی گئیں بعض ہمارے کبھی خدام الاحمدیہ کی طرف سے کبھی انصاراللہ کی طرف سے مختلف نظاموں کی طرف سے کوششیں کی گئیں ایسے تھے بیچارے نوجوان

جو قابو ہی نہیں آتے تھے

تربیت کے لحاظ سے کبھی نماز کے قریب نہیں پھٹکا کرتے تھے۔ ہر قوم میں کمزور ہوتے ہیں ہمارے اندر بھی کمزور تھے۔ لیکن کوشش کے باوجود ہماری پیش نہیں جاتی تھی اُن پر میں نے اُن کو بتایا کہ اب یہ دیکھیں کہ کیسے ہم کر سکتے تھے ہمارا تو اختیار ہی نہیں تھا ایسے ایسے نوجوان مجھے خط لکھتے ہیں اور سینکڑوں کی تعداد میں بلکہ ہزاروں کے الگ الگ اب تک خط ہو چکے ہوں گے ایسے جنہوں نے اطلاع دی ہے کہ ہم جو نماز کے قریب بھی نہیں پھٹکا کرتے تھے اب ہم تہجد گزار ہو گئے ہیں۔ جب میں یہ واقعہ اُن کو بتا رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے ازدیادِ ایمان کا یہ سامان پیدا فرما دیا کہ میرے پہلو میں دائیں طرف جو نوجوان بیٹھا ہوا تھا وہ ایک دم بول پڑا کہ میں بھی ان میں سے ہی ہوں۔ میرا بھی یہی حال تھا اب اللہ کے فضل سے میں تہجد پڑھتا ہوں۔ بلکہ چندوں میں آگے آگیا ہوں میں

قربانیوں میں آگے

ہاں تبلیغ کا شوق مجھ میں پیدا ہو گیا ہے۔ حیران رہ گیا وہ نوجوان فرانسیسی احمدی دیکھ کر۔ کہ کس طرح خدا تعالیٰ فوراً گواہ بھی پیدا فرما دیتا ہے۔

اور پاکستان کے اندر جو تبدیلیاں ہیں وہ ان سے بہت زیادہ ہیں کیونکہ وہ اُس توانائی کے مرکز کے قریب تر بسنے والے لوگ ہیں غموں کی جو شدت وہ محسوس کر رہے ہیں جو تمازت اُن کے اندر دلوں پر پڑ رہی ہے آپ تو دور سے اُس کا نظارہ کر کے اپنے اندر یہ تبدیلیاں محسوس کر رہے ہیں آپ تصور نہیں کر سکتے کہ

اُن کے دلوں پر کیا گذر رہی ہے

اور کس طرح یہ آگ اُن کے جواہر کو اُن کے قلبی جوہروں کو کندن بناتی چلی جا رہی ہے۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ آسمان سے کثرت کے ساتھ فضل نازل ہو کر ہر جگہ اُن کے ایمان کو بڑھانے کا موجب ہو رہے ہیں۔ حیرت

کردار کی پاک تبدیلی

نہیں ہے بلکہ نشانات بھی اُن پر نازل ہو رہے ہیں۔ عزم کے نئے نئے پہاڑ سر کر رہے ہیں۔ اور ہر پہاڑ پر خدا کی وحدت اور اُس کی رضا کی تجلیاں بھی دیکھ رہے ہیں۔ بے شمار ایسے واقعات ہیں جن میں سے کچھ میں بیان کر چکا ہوں سارے بیان کرنے تو بہرحال ممکن نہیں ہیں۔ لیکن چند میں نے آج کے خطبے کے لئے چنے ہیں نمونۃً آپ کے سامنے رکھنے کے لئے۔

جہاں تک احمدی مردوں کے کردار کا تعلق ہے جہاں سے وہاں ایک ایسے علاقے میں جہاں جہالت بہت زیادہ ہے وہاں چند نوجوانوں کو محض اس جرم میں پکڑا گیا کہ انہوں نے اذانیں دیں یا انہوں نے السلام علیکم کہا یا انہوں نے مسلمان کی طرح BEHAVE کیا یا تبلیغ کی۔ چنانچہ وہاں کے جرائم کی اب یہ فہرست ہے پاکستان میں۔ قتل و غارت، زنا، بدکاری، عصمت دری، آنکھیں نکال لینا، اعضاء کاٹ دینا، غرضیکہ ساتھ ساتھ ان تمام باتوں کے دلدوز باتیں ہو گئی ہیں جو جرائم پیشہ کہ اُن کی کورٹس میں اس وقت نمایاں حیثیت اختیار کر گئے ہیں جن کے متعلق صدارتی آرڈیننس نازل ہو رہے ہیں۔ وہاں جن کے متعلق گورنروں کو احکام جاری ہو رہے ہیں کہ جو دار اتنے سنگین جرائم نہ کبھی

معاف نہیں کرنا بیچارے احمدی اُن جرائم کے مرتکب ہو گئے

خدا کا نام لے رہے تھے

کھلم کھلا اپنے دشمنوں کو السلام علیکم کہہ رہے تھے۔ اور اُن کے لئے دعائیں کرتے تھے اور مسلمان کی طرح BEHAVE کر رہے تھے

یہ جرم کیسے معاف ہو سکتا تھا

اُن کو پکڑ کے جیل میں پھینک دیا گیا اور ایک گھر کی یہ حالت تھی کہ اُس کا میں ذکر بعد میں کروں گا۔ اس وقت میں یہ بتاتا ہوں کہ جن کو جیل میں پھینکا گیا اُس جیل میں جا کر اُن کے کردار میں ایک نئی چمک آگئی وہ لکھتے ہیں کہ

"ہمارے اندر ایسی پاک تبدیلیاں تھیں اور ایسا لطف آ رہا تھا خدا کی خاطر قید ہونے میں کہ اردگرد جتنے قیدی تھے اُن کے اندر بھی تبدیلیاں پیدا ہونی شروع ہوئیں اُن کو احمدیت میں دلچسپی پیدا ہوئی انہوں نے عزت و احترام کے ساتھ اُن کے ساتھ سلوک کرنا شروع کیا اُن کے اندر خدا تعالیٰ نے بعض ایسی روحانی تبدیلیاں پیدا کر دیں کہ اگر یہ واقعات نہ ہوتے بعض ان احمدیوں سے اتنا قریب کا اُن کو واسطہ نہ پڑتا تو بدقسمتی سے شاید وہ جہالت کی موت ہی مر جاتے۔"

چنانچہ ایک صاحب نے خود اُن کو بتایا کہ

"تم لوگوں کو دیکھنے کے نتیجے میں (وہ ساٹھ سالہ عمر کو پہنچے ہوئے صاحب تھے جن کے اوپر بڑے سنگین جرائم کے نتیجے میں مقدمہ چل رہا تھا اور جس شخص کے اندر ساٹھ سال میں کبھی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی چند دن خدا کے ان بندوں کی صحبت کے نتیجے میں اُس کے اندر تبدیلی پیدا ہو گئی) اور اُس نے بتایا کہ ایک دن میں نے بہت گڑگڑا کے اپنے رب سے کہ اے خدا مجھے تو یہ تیرے اچھے بندے نظر آ رہے ہیں

اگر یہ حق پر ہیں

اور واقعۃً تیرا ان سے تعلق ہے تو مجھے بھی ایک نشان دکھا کہ یہ دو بیچارے جو قید ہیں مظلوم کی ان کو رہا کروا دے تو پھر میں مانوں گا کہ ہاں اِن کا بھی کوئی ہے۔ اور پھر میں مانوں گا کہ واقعی یہ تیرے مقرب بندے ہیں رات وہ دعا کر کے سویا اور صبح ساڑھے پانچ بجے اٹھ کر جا کر اُن کو خوشخبری دی کہ آج تم رہا ہو جاؤ گے۔ اور قدرتاً بچے اُسی دن جیل کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہ جیل سے باہر نکلے۔ اُس پر کہنے والا وہ بھی احمدی قید تھا ساتھ اُس سے کہتے ہیں اُن کے پاس میں نے اُن سے سوال کیا یہ کیا عجیب واقعہ ہوا ہے۔ اُس نے کہا رات مجھے اللہ تعالیٰ نے خواب میں خبر دے دی تھی کہ ہم نے تیری دعاؤں کو قبول کر لیا ہے نتیجۃً تو یہ رحمت کا نشان دیکھے گا۔ چنانچہ مجھے کامل یقین تھا اور میں نے جو ساڑھے پانچ بجے جا کے خبر دی تو خدا کی اطلاع کے نتیجے میں خبر دی تھی اپنی طرف سے نہیں دی تھی۔"

تو عجیب بات ہے۔ عجیب حال ہے اُن لوگوں کا بیچاروں کا جو معصوموں کو چور بنا کر جیلوں میں پھینک رہے ہیں اور یہ جیلوں میں معصوم جانے والے اُن کے چوروں کو بھی قطب بنا رہے ہیں۔ یہ ہے

عظیم الشان روحانی انقلاب

جو برپا ہو رہا ہے اُس ملک میں۔ یہ صاحب جو قیدی تھے یہ بتاتے ہیں کہ ہم چار بھائی ہیں ایک چھوٹا ہے اور تین بالغ اور تینوں بالغ بھائیوں کو جھوٹے الزامات کے نتیجے میں پکڑ کے جیل میں بھیج دیا گیا اور ہمارا ایک والد ہے اُس کو بھی ساتھ ہی جیل بھیج دیا گیا یعنی اُن کے بیٹوں کے ساتھ، اور سارا گھر اس طرح خالی ہو گیا کہ سوائے ماں کے اور ایک بچے کے گھر میں کوئی نہیں رہا۔ یعنی کوئی مرد ایسا نہیں تھا جو اُن کی دیکھ بھال کر سکتا۔

کہتے ہیں اس وجہ سے جب ہمیں خدا تعالیٰ نے آخر کار نجات بخشی قید سے تو ہم ڈرتے ڈرتے گھر میں داخل ہوئے کہ پتا نہیں کس حال میں دیکھیں گے جب ہم گھر میں گئے تو دیکھا کہ ماں کو پہلے سے بھی زیادہ خوش تھی۔ اور بڑی اچھی صحت اور

بڑے حوصلے میں تھی"

وہ کہتے ہیں کہ
"میں نے اپنی ماں سے پوچھا کہ یہ کیا میں دیکھ رہا ہوں تین جوان بیٹے تیرے اندر چلے گئے، بھائی بھی قید ہو گیا۔ اور تیرے چہرے پہ اثر ہی کوئی نہیں۔

عجیب ماں ہے تو۔

اُس نے کہا بیٹا تجھے نہیں پتہ میرے ساتھ کیا ہوا ہے۔ جب تمہیں پکڑ کے لے گئے تو وہ رات ایک ایسی دردناک عذاب کی رات تھی اُس کا پہلا حصّہ کہ تم تصوّر نہیں کر سکتے۔ رو رو کے میں ہلاک ہو رہی تھی گریہ وزاری کر رہی تھی، واویلا کر رہی تھی کہ کیا ہو گیا اس گھر کے ساتھ۔ اُسی طرح روتے روتے میری آنکھ لگ گئی تو خواب میں اللہ تعالیٰ نے ایک بزرگ صورت انسان کو بھجوایا اور اُس نے پیار اور دلداری کا سلوک نہیں کیا اُس نے آتے ہی مجھے سختی سے ڈانٹا کہ اے عورت تو کیا کر رہی ہے

خبردار جو آئندہ ایک بھی آنسو بہایا

تو مجاہدوں کی ماں ہے اور تیرے ساتھ خدا ہے۔ پھر یہ حرکتیں۔ کہتی ہے کہ وہ خواب نہیں تھی بلکہ ایک طاقت تھی جس نے دل پر قبضہ کر لیا اور اُس کے بعد پھر ایک لمحہ کے لئے بھی مجھ پر نہ اداسی آئی نہ خوف پاس پھٹکا۔ میں تو مزے کی زندگی گزار رہی ہوں تم مجھے کس حال میں دیکھنا چاہتے تھے!"

جن کے مردوں کا یہ حال ہو اور خدا اس طرح اُن کے لئے رحمت کے نشان دکھا رہا ہو جن کی عورتوں کا یہ حال ہو اور خدا اس طرح اُن کے لئے رحمت کے نشان دکھا رہا ہو اُن کا کونسا نقصان کا سودا ہے اور بچوں کا حال بھی کسی سے پیچھے نہیں رہا اُن کے اندر بھی عجیب و غریب تبدیلیاں معصوم تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں اور اُس میں بھی نہ ماں باپ کا دخل ہے نہ میرا، نہ آپ کا۔ کسی

تنظیم کی کوشش

کا کوئی دخل نہیں۔ محض خدا کے فضل سے ان کے دلوں پر بھی تقویٰ برس رہا ہے اور خدا کی رحمت نازل ہو رہی ہے۔ ایک احمدی ماں نے اپنے بچوں کی کھیلوں کا قصہ سنایا۔ اور مجھے بڑا لطف آیا۔ میں نے کہا دیکھو ہمارے بچوں کی کھیلیں بھی باقی سب بچوں کی کھیلوں سے مختلف ہو گئی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ

"ان کے بچے کھیل رہے تھے تو قافلہ بنایا ہوا تھا جمعہ کے لئے کاروں کا قافلہ جس طرح جایا کرتا تھا اور سارے مستعد ہو کے کھڑے انتظار کر رہے تھے کہ کب مجھے پہ خلیفۂ وقت آئیں اور پھر اذان کی آواز بلند ہو۔ اتنا انہماک تھا اُن کے چہروں پر کہ ماں کہتی ہے کہ بے اختیار میرے آنسو جاری ہو گئے۔ اتنی سنجیدگی تھی اتنا احترام تھا کہ میں حیران تھی کہ اللہ نے میرے بچوں کو کیا کر دیا ہے۔ بیٹی گڑیوں سے کھیل رہی تھی ہمسایوں کی بچیوں کو بلا کے اچانک اُسے کچھ خیال آیا (تین سال کی عمر کی بچی ہے چھوٹی سی) اُس نے کہا اب ٹھہر جاؤ اب ہم دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کے ابتلا دور کرے اور فتوحات نازل فرمائے اور

ہمارا امام واپس آ جائے

اُس چھوٹی سی بچی نے ہاتھ اُٹھائے دُعا کے لئے تو ساری بچیوں نے دعائیں شروع کر دیں۔"

وہ آگے کہتی ہیں کہ
"میں حیران تھی کہ اس گھر میں کیا واقعہ ہو رہا ہے میں نے نہیں سکھایا میرے خاوند نے نہیں سکھایا یہ آسمان سے ہی کچھ تربیت ہو رہی ہے۔"

اور کہتی ہیں کہ "مجھ سے برداشت نہیں ہوا پھر میں روتے روتے جا کے اپنے رب کے حضور سجدے میں گر گئی کہ اے اللہ تیری کیسی فضلوں کی بارش ہو رہی ہے ہم میں کہاں طاقت تھی کہ ہم اپنے بچوں کی اس طرح تربیت کر سکیں۔ اُن کے دل میں تو گھس گیا ہے۔

تو بیٹھ گیا ہے اُن کے سینوں میں

اور تو اپنے فضل سے خود اُن کی تربیت کر رہا ہے۔"

پھر ایک احمدی بچے کا عجیب واقعہ ہے۔ اُس کے ساتھ بھی ایک عجیب رحمت کا نشان وابستہ ہے۔ ایک صاحب کہتے ہیں کہ "مجھے محض احمدیت کی بنا پر گھر کے مالک نے نکلنے کا نوٹس دے دیا اور بہت منتیں کیں اور سمجھایا مگر وہ کسی طرح مانا نہیں۔ اور جب گھر تلاش کئے تو کوئی گھر نہیں ملتا تھا۔ تو ایک دن میں نے اپنے بچوں کو اکٹھا کیا اور اُن سے کہا کہ دیکھو ہمیں یہ کہتے ہیں کہ تم احمدیت کو چھوڑ دو تو ہم تمہیں اچھے مکان دیں گے تمہیں محل عطا کریں گے اور اگر نہیں تو پھر جھونپڑوں میں جا کے رہو۔ تمہارے لئے گھروں میں کوئی جگہ نہیں۔" کہتے ہیں "میں نے بڑی سنجیدگی سے بچوں کو مخاطب کر کے اُن سے پھر یہ سوال کیا کہ اب میں تم پہ چھوڑتا ہوں کہ تم فیصلہ کرو کہ احمدیت کو چھوڑ کر اچھے محل چاہئیں یا تم میرے ساتھ اپنی ماں کے ساتھ جھونپڑوں میں رہنا پسند کرو گے" کہتے ہیں "ابھی منہ سے بات ختم نہیں ہوئی تھی کہ بچے چیخ اُٹھے ہم جھونپڑوں میں رہیں گے خدا کی قسم ہم جھونپڑوں میں رہیں گے۔

ہم احمدیت کو کبھی نہیں چھوڑیں گے"

کہتے ہیں "اُس وقت خدا نے میرے دل میں ایسا یقین پیدا کر دیا۔ میں اُن کی ماں کے پاس گیا اور میں نے کہا کہ میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ سارا مکان کا جھگڑا ختم ہو گیا۔ آج ان بچوں کے دلوں نے ایک فیصلہ کیا ہے جسے آسمان نے قبول کر لیا ہے اور تم دیکھنا کہ خدا اِن کو کبھی جھونپڑوں میں نہیں جانے دے گا۔"

اُس کے بعد ایک عجیب واقعہ ہوا۔ وہ واقعہ خود اپنی ذات میں ایک نشان ہے اور اُس سے پتہ چلتا ہے کہ پھر مکان کا ملنا کوئی حادثاتی چیز نہیں تھی۔ بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کے تصرّف کے نتیجہ میں ایک اور نشان پر بناء کرتے ہوئے ان کو وہ مکان ملا۔ کہتے ہیں۔

"ایک دو دن کے اندر ہی ہمارے ہمسایوں کا ایک بچہ اغوا ہو گیا اور ماں کی حالت دیکھی نہیں جاتی تھی وہ ہمارے گھر آئی اور خوب روئی اور گریہ وزاری کی بڑی سخت پریشان ہوئی چنانچہ انہوں نے اس کو کہا کہ تمہیں میں ایک تجربہ بتاتا ہوں ہمیں جب مشکل پڑتی ہے تو ہم تو خلیفۂ وقت کو دُعا کے لئے خط لکھتے ہیں خود بھی دُعا کرتے ہیں اور وہاں سے بھی دُعا کی امید رکھتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ بسا اوقات ہمارے مشکل کام نکال دیتا ہے۔ تو تمہیں یقین تو نہیں ہے لیکن

تجربہ ایک دفعہ کر لو

میں منّت کرتا ہوں۔ غم تو تمہارا ہے لیکن مجھے تکلیف ہے۔" کہتے ہیں "میں نے اتنی سنجیدگی سے اُس کو کہا کہ اُس عورت کے دل میں یقین آ گیا اور اُس نے کہا لاؤ پھر ابھی خط لکھو اور میں دستخط کرتی ہوں۔ خط لکھا۔ دستخط کئے لیکن اُس دن ڈاک نکل چکی تھی ڈاک میں نہیں ڈال سکے۔ دوسرے دن بارہ بجے کے قریب انہوں نے خط ڈاک میں بھجوایا۔" اور کہتے ہیں کہ "مجھے یقین تھا کہ

دُعا تو اللہ نے قبول کرنی ہے

اُس کے لئے ماضی کیا اور مستقبل کیا اس لئے خط اب چلا گیا ہے تو ضرور خدا کوئی رحمت کا نشان دکھائے گا۔ اور ڈیڑھ گھنٹے کے اندر اندر اُسی گھر سے فون پر اطلاع آئی کہ ہمارا بچہ مل گیا ہے خدا کے فضل سے فلاں شہر سے اور اب دیکھیں اُس کا نتیجہ کہ بچہ تو مل گیا اُن کو بھی خدا تعالیٰ نے اپنے قرب کا نشان دکھایا جماعت کے لئے۔ لیکن ان کے والد جو باہر رہتے تھے کسی جگہ ان کا اُس جگہ سے اطمینان اُٹھ گیا اور انہوں نے وہاں سے آرڈر دیا کہ فوراً یہ گھر خالی کر دو اور میرے پاس آ جاؤ اب میں تمہیں یہاں نہیں چھوڑ سکتا۔ اور وہی ماں چابی لیکر گھر کی ان کے پاس آ گئی کہ مکان آپ نے رکھنا ہے تو آپ رکھ لیں اور وہ مکان اتنا عمدہ اور کھلا تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس میں ایک اور عجیب واقعہ ہوا کہ ان کی بچی نے بعد میں جب ان کو جھونپڑے والی بات ہوئی (چھوٹی سی بچی ہے توتلی زبان میں بولتی ہے) بچی نے یہ دُعا کی کہ اے خدا مجھے کوٹھے والا مکان دے جس کے کوٹھے پر صحن ہوں اور اس طرح چار صحن ہوں دو نیچے دو اوپر اس قسم کا کوئی نقشہ اُس نے بنا کے دُعائیں شروع کر دیں!"

اور کہتے ہیں کہ

"جب گھر میں داخل ہوتے تو حیران رہ گئے یہ دیکھ کے۔ یہ نا اور میری بیوی کی تو خدا کے حضور جذبات تشکر اور حمد سے روتے ہوئے چیخیں نکل گئیں۔ کہ بعینہٖ لفظاً لفظاً جو دعا مانگ رہی تھی اُسی طرح

بالکل اُسی نقشے کا مکان

اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا۔"

تو جماعت احمدیہ تو

خدا کے فضلوں کے سایہ تلے

آگے بڑھنے والی جماعت ہے ایک جگہ تم ظلم کا سایہ ڈالتے ہو تو ہمارے دل خوف اللہ کی رحمت کا سایہ روشنی کر دیتا ہے ہمارے لئے۔ ایک جگہ تم آگ بھڑکاتے ہو اور ہر طرف خدا کی رضا کی جنتیں ہمیں عطا ہونے لگتی ہیں۔ تمہاری تلواروں کے سایہ کے نیچے بھی ہمارے لئے تسکین قلب رکھ دی گئی ہے۔ تم کون ہوتے ہو ہمیں مٹانے والے؟

تمہاری حیثیت کیا ہے؟

خدا کے کاروبار تو کبھی بندوں سے رُکے نہیں ہیں اور نہ رُک سکتے ہیں۔ ایک طرف جماعت احمدیہ ہے کہ جس کو مخاطب کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: مبارک ہو اس جماعت کو کہ آج جماعت اس دور میں داخل ہو رہی ہے کہ واقعتہً ان اشعار کو پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو دیکھ کر اپنے سامنے رکھ کر یہ الفاظ فرمائے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:—

"اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی اپنا آرام اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو"

کیسا سچا اور پاکیزہ کلام ہے۔ کیسا محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔ اور آج جماعت احمدیہ کے افراد کے اوپر کس شان کے ساتھ یہ پورا ہو رہا ہے۔

"اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو" تقویٰ من اللہ ایک ایسا اچھا نقشہ ہے خدا تعالیٰ کی رحمت جو تم پر ہے اس کی وجہ سے تم داخل ہوئے ہو اس کی وجہ سے تمہیں یہ قربانیوں کی توفیق مل رہی ہے۔" اور اپنی زندگی اپنا آرام اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اُسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے۔ لیکن میں اس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کر سکتا تاکہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں۔

میرا دوست کون ہے؟

اور میرا عزیز کون ہے؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔ مجھے کون پہچانتا ہے؟ صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں۔ اور مجھے اس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔ دُنیا مجھے قبول نہیں کر سکتی کیونکہ میں دُنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اس عالم کا حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اُس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اُس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے۔ جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصہ لیگا مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے بھاگتا ہے۔ وہ ظلمت میں ڈال دیا جائیگا۔

اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں

جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا مگر جو شخص میری دیواروں سے دُور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اُس کو موت درپیش ہے اور اُس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔"[1]

پھر آپ فرماتے ہیں۔

"اے مسلمانو! جو اولوالعزم رسولوں کے آثار باقیہ ہو اور نیک لوگوں کی ذریت ہو انکار اور بدظنی کی طرف جلدی مت کرو اور اُس خوف ناک وبا سے ڈرو جو تمہارے اردگرد پھیل رہی ہے۔"[2]

یہ بھی بالکل یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے اہل پاکستان کو آج مخاطب کر کے اُن کے شرفاء کو بچانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ لیکن بہرحال ہم نے تو ہمیشہ دیکھا اس دور میں پہلے سے بھی بڑھ کر دیکھا کہ ہر مصیبت اور ہر آفت کے وقت خدا تعالیٰ نے ہمارے دلوں کو نئی تقویت اور نئے ثبات قدم ہمیں عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر بلا سے محفوظ رکھا اور ہر روک ہمارے راستے سے دور کر دی۔ اور ہمارے قدم پہلے سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھتے رہے جہاں تک ہمارے مخالفین کا تعلق ہے ان کو میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان میں مخاطب کر کے یہ کہتا ہوں کہ۔

"آسمان پر ایک شور برپا ہے اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔"

روک سکتے ہو تو روک کے دیکھ لو تمہاری کچھ پیش نہیں جائے گی وہ سعید روحیں جو خدا کے فضل سے اُس کے فرشتوں کی تحریک پر جماعت کی طرف مائل ہو رہی ہیں۔ اور پہلے سے بڑھ کر مائل ہو رہی ہیں وہ جوق در جوق اس راہ میں آتی چلی جائیں گی اور کوئی نہیں ہے جو اُن کے قدم روک سکے

"آسمان پر ایک شور برپا ہے اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں اب اس

آسمانی کارروائی

کو کیا انسان روک سکتا ہے بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو وہ تمام کر و فریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں وہ سب کرو۔ اور کوئی تدبیر اٹھا نہ رکھو ناخنوں تک زور لگاؤ پھر دیکھو کہ کیا بگاڑ سکتے ہو۔"

خدا کی قسم تم کچھ بھی جماعت احمدیہ کا نہیں بگاڑ سکتے۔ تمہاری نسلیں مخالفتوں پر ایک دوسرے کے بعد

ناکامی کی موت مرتی رہیں گی

لیکن جماعت احمدیہ ہمیشہ اللہ کے فضلوں اور رحمتوں کے سایہ تلے آگے سے آگے، آگے سے آگے، آگے سے آگے بڑھتی رہے گی۔

بقیہ اخبار احمدیہ

صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ اور مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ بھی قادیان سے کلکتہ کے لئے روانہ ہوئے اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہے اور بخیر و عافیت مرکز سلسلہ میں واپس لائے آمین۔

● محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب۔ و صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ سلمہما اللہ تعالیٰ مع جملہ درویشان کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ

بقیہ صفحہ ۲

جماعت احمدیہ کو ایک بین الاقوامی حقیقت حاصل ہے۔ تبلیغ اسلام کا یہ کام بفضلہ تعالیٰ جاری و ساری رہے گا اور اس کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کا نام بھی رہتی دُنیا تک زندہ رہے گا۔ آپ نے جلسہ سالانہ ۱۹۶۱ء کے موقعہ پر اپنے خطاب میں فرمایا کہ:—

"میں اُسی خدا کے فضلوں پہ بھروسہ رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ میرا نام دُنیا میں ہمیشہ قائم رہے گا۔ اور گو میں جاؤنگا مگر میرا نام کبھی نہیں مٹے گا۔ ...... میں بے شک اس وقت موجود نہیں ہونگا مگر جب اسلام اور احمدیت کی اشاعت کی تاریخ لکھی جائیگی تو مسلمان مؤرخ اس بات پر مجبور ہوگا کہ وہ اس تاریخ میں میرا بھی ذکر کرے اگر وہ میرے نام کو تاریخ میں سے کاٹ ڈالے گا تو احمدیت کی تاریخ کا ایک بڑا حصہ کٹ جائیگا ایک بہت بڑا خلاء واقع ہو جائیگا جس کو پُر کرنے والا اُسے کوئی نہیں ملے گا" سچ ہے

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ ؂ ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے۔

(جاوید اقبال اختر قائمقام ایڈیٹر بدر)

[1] فتح اسلام صفحہ ۵۰ تا صفحہ ۵۲ [2] فتح اسلام صفحہ ۶۲

"وہ اُولُو العزم ہوگا"

محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں!

کلامِ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

از مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ سے علم پاکر فرزند موعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے بارہ میں ۱۸۸۶ء میں متعدد عظیم خصوصیات کے حامل ہونے کی پیشگوئی فرما چکے تھے مزید انکشاف ہونے پر حضور نے اپنے اشتہار ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء میں یہ خوشخبری بھی شائع فرمائی کہ "وہ اولوالعزم ہوگا" چنانچہ آپ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو ہفتہ کے دن بوقت شب قادیان میں پیدا ہوئے۔ مثل مشہور ہے۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ یہ کہاوت اس عظیم انسان پر بھی بچپن میں ہی صادق آرہی تھی تین سال کی عمر بچے کا غیر شعوری دور سمجھا جاتا ہے۔ مگر علم النفس کی رو سے جو نقوش اس غیر شعوری دور میں بچے کے ذہن میں منقش ہو چکے ہوتے ہیں۔ شعوری دور میں وہی مخفی نقوش اُبھر کر عنوانِ زندگی میں تبدیل ہونے لگتے ہیں۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ابتدائی مؤرخ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ آپ کی بچپن کا ایک واقعہ مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:۔

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لدھیانہ میں قیام فرما تھے میں بھی وہیں تھا۔ محمود کوئی تین برس کا ہوگا۔ گرمی کا موسم تھا۔ مردانہ اور زنانہ میں دیوار حائل تھی۔ آدھی رات کا وقت تھا جو میں جاگا اور مجھے محمود کے رونے اور حضرت کے ادھر اُدھر کی باتوں میں بہلانے کی آواز آئی۔ حضرت اُسے گود میں لئے پھرتے تھے اور وہ کسی طرح چپ نہیں ہوتا تھا۔ آخر آپ نے کہا۔ دیکھو محمود! وہ کیسا تارا ہے۔ بچہ نے نئے مشغلہ کی طرف دیکھا اور ذرا چپ ہو کر پھر وہی رونا اور چلانا اور کہنا شروع کر دیا۔ ابا تارے جانا (یعنی ابا میں تارے پر جاؤں گا۔ ناقل) کیا مجھے مزا آیا اور پیارا معلوم ہوا آپ کا اپنے ساتھ یوں گفتگو کرنا یہ اچھا معلوم ہوا۔ ہم نے ایک راہ نکالی تھی۔ اُس نے اُس میں بھی اپنی ضد کی راہ نکالی۔ آخر بچہ روتا روتا خود ہی جب تھک گیا۔ چپ ہو گیا۔ مگر اس سارے عرصہ میں ایک لفظ بھی سختی کا یا شکایت کا آپ کی زبان سے نہ نکلا۔"

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ صفحہ ۳۰ و صفحہ ۳۱ بار دوم)

تین سال کی عمر میں جو آپ نے "ابا تارے جانا" کے الفاظ کی رٹ لگائی تھی یہ ضد بھی زبردست عزم کی غمازی کرتی ہے۔ کہتے ہیں۔ فکرِ ہر کس بقدر ہمت اوست۔ گویا اس عمر میں بھی فطرتاً وہی خواہش زبان پر آئی۔ جس کے لئے آپ پیدا کئے گئے تھے۔ جس کا ذکر حضرت رسول مقبول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل پیشگوئی میں موجود ہے۔

"لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِنْ فَارِسَ (بخاری)

یعنی "اگر ایک وقت ایمان ثریا (ستارے) تک بھی اڑ گیا تو اہل فارس کی نسل سے ایک یا ایک سے زیادہ ابنائے فارس اُسے واپس لے آئیں گے۔ یہی خواہش بعد میں عزم صمیم کی شکل اختیار کر گئی۔ حضور نے اپنے زندگی بھر کے کارناموں سے خصوصاً قرآن مجید کے مٹے ہوئے علوم دنیا میں پھیلا کر اس کے نہ صرف پورے مصداق بنے بلکہ آگے اپنی اولاد کے لئے بھی بارگاہ رب العزت میں دعا فرماتے ہیں ؎

ثریا سے یہ پھر ایمان لائیں
یہ پھر واپس ترا قرآن لائیں

آپ کی یہ دعا بارگاہ رب العزت میں بڑی آب و تاب سے قبول ہوئی جس کی وجہ سے رجال کی صف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد پہلے خود شریک ہوئے۔ پھر آپ کی دعا کے نتیجہ میں آپ کے دو عظیم بیٹوں نے بھی شمولیت کا شرف حاصل کیا۔

قرآن مجید کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اولوالعزم خاص طور پر انبیاء علیہم السلام کا وصف ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔ پس (اے نبی!) تو بھی (اُسی طرح) صبر کر جس طرح پختہ ارادے والے رسول (تجھ سے پہلے) صبر کر چکے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام تن تنہا ایک مقصد کو لے کر باذن الٰہی کھڑے ہوتے رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ہر نبی اپنی قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام نوع انسان کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے۔ گویا آپ کا عزم پہلے انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں بدرجہا زیادہ بلکہ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری والا تھا۔ جتنی عظیم مہم ہو۔ اُس کے لئے اتنی ہی زیادہ اولوالعزمی سے صبر و استقلال کی ضرورت لازمی ہے۔ خصوصاً تسخیر عالم کے لئے ایسی ہی اولوالعزمی درکار ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں تین سال کی عمر کے بعد پھر اُسی قبیل کی تڑپ و خواہش اور ارادہ و عزم کا پتہ چلتا ہے۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں:۔

"جہاں تک میں نے غور کیا ہے میں نہیں جانتا کہ کیوں بچپن ہی سے میری طبیعت میں تبلیغ کا شوق رہا ہے۔ اور تبلیغ سے ایسا اُنس رہا ہے کہ میں سمجھ ہی نہیں سکتا۔ میں چھوٹی سی عمر میں بھی ایسی دعائیں کرتا تھا اور مجھے ایسی حرص تھی کہ اسلام کا جو کام بھی ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو۔ میں اپنی اس خواہش کے زمانہ سے واقف نہیں۔ کہ کب سے ہے میں جب دیکھتا تو اپنے اندر اس جوش کو پاتا تھا۔ اور دعائیں کرتا تھا کہ اسلام کا جو کام ہو میرے ہاتھ سے ہو۔ پھر اتنا ہو کہ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو جس میں اسلام کی خدمت کرنے والے میرے شاگرد نہ ہوں۔"

(منصب خلافت صفحہ ۲۶)

جب آپ اُنیس (۱۹) سال کے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام وفات پا گئے آپ کی وفات کے معاً بعد کچھ لوگ گھبرائے اب کیا ہوگا۔ انسان انسانوں پر نگاہ کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ دیکھو یہ کام کرنے والا موجود تھا۔ یہ تو اب فوت ہو گیا۔ اب سلسلہ کا کیا بنے گا۔ جب ...... اسی طرح بعض لوگ بھی پریشان حال دکھائی دیئے تو حضور نے اُن کو یہ کہتے سنا کہ اب جماعت کا کیا حال ہوگا۔ حضور نے اُسی جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سرہانے کھڑے ہو کر کہا۔

"اے خدا۔ میں تجھ کو حاضر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے۔ تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ تو نے نازل فرمایا ہے میں اُس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔"

(سوانح حضرت فضل عمرؓ جلد اوّل صفحہ ۱۷۸ و ۱۷۹)

اس عہد کے بارہ میں حضورؓ فرماتے ہیں:۔

"اس عہد کے کرتے وقت میرا دل یہ یقین رکھتا تھا کہ میں اس عہد کے کرنے میں اپنی طاقت سے بڑھ کر کوئی وعدہ نہیں کر رہا۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے جو طاقتیں مجھے دی ہیں انہیں کے مطابق اور مناسب حال یہ وعدہ ہے۔"

(الفضل ۲۱ر جون ۱۹۳۷ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جن لوگوں نے خلافت کے لئے اندرونی سازش سے جماعت میں تفرقہ کا بیج بونا چاہا تو اپنی خداداد قوت شامہ سے ان کی ناپاک تدابیر کو سونگھ کر حضور اپنے بزرگ امام، محسن و شفیق اُستاد کے منصب خلافت کے جانثار خادم اور خلافت کے فدائی کی حیثیت سے سازشیوں کے مقابلہ کے لئے سینہ سپر ہوئے اور جس عظیم باپ کے آپ حسن و احسان میں نظیر تھے میدان ابتلا میں اپنے والد بزرگوار کی طرح نہایت اولوالعزمی

پیشگوئی مصلح موعود اور غیر از جماعت صحیفہ نگار

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل نائب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

پیشگوئی مصلح موعود وہ پر عظمت پیشگوئی ہے جو ایسا ہے کہ بھی اس پر نگاہ ڈالی جائے یہ ایک عظیم روشنی کا مینار دکھائی دیتی ہے۔ مقولہ حکمت ہے کہ الفضل ما شہدت بہ الاعداء یعنی فضیلت وہ ہوتی ہے جس کا اقرار دشمن بھی کرے۔ اس کے مطابق بعض غیر از جماعت صحیفہ نگاروں کے تاثرات پیش کئے جاتے ہیں۔ جنہوں نے غیر از جماعت بلکہ احمدیت کے دشمن ہونے کے باوجود پیشگوئی مصلح موعودؑ کی صداقت کا کسی نہ کسی رنگ میں برملا اقرار کیا ہے۔

اقرار اوّل محترم مولوی سمیع اللہ صاحب ایک معزز غیر احمدی عالم نے تقسیم ملک سے قبل "اظہار حق" کے عنوان سے ایک ٹریکٹ میں لکھ کر:-

"آپ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کو اطلاع ملتی ہے کہ "میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا۔ اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا۔ اور بہت سے لوگ سچائی قبول کریں گے"۔ اس پیشگوئی کو پڑھو اور بار بار پڑھو اور پھر ایمان سے کہو کہ کیا یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی؟ جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی ہے۔ اس وقت موجودہ خلیفہ ابھی بچے ہی تھے اور مرزا صاحب کی جانب سے انہیں خلیفہ قرار کرانے کے لئے کسی قسم کی وصیت بھی نہ کی گئی تھی۔ بلکہ خلافت کا انتخاب رائے عامہ پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ چنانچہ اس وقت اکثریت نے حکیم نورالدین صاحب کو خلیفہ تسلیم کر لیا جس پر مخالفین نے خوب صدر پیشگوئی کا مذاق بھی اڑایا لیکن حکیم صاحب کی وفات کے بعد مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ مقرر ہوئے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ آپ کے زمانہ میں احمدیت نے غیر معمولی ترقی کی ہے۔ خود مرزا صاحب کے وقت یہ احمدیوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔ خلیفہ نورالدین صاحب کے وقت میں بھی خاص ترقی نہ ہوئی تھی۔ لیکن موجودہ خلیفہ کے وقت میں مرزائیت قریباً دنیا کے ہر خطہ تک پہنچ گئی اور حالات یہ بتاتے ہیں کہ آئندہ مردم شماری میں مرزائیوں کی تعداد ۱۹۳۱ء کی نسبت دگنی سے بھی زیادہ ہوگی۔ بحالیکہ اس عرصہ میں مخالفین کی جانب سے مرزائیت کے استیصال کے لئے جس قدر منظم کوششیں ہوئی ہیں پہلے کبھی نہیں ہوئی تھیں۔ الغرض آپ کی ذریت میں سے ایک شخص پیشگوئی کے مطابق جماعت کے لئے قائم کیا گیا۔ اور اس کے ذریعہ جماعت کو حیرت انگیز ترقی ہوئی جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی بالکل من وعن پوری ہوئی"۔ (اظہار حق ص۱۶-۱۷)

اقرار ثانی ہندوستان کے ایک غیر مسلم سکھ صحافی ارجن سنگھ ایڈیٹر اخبار "رنگین" نے تسلیم کیا کہ

"مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں جبکہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب موجودہ خلیفہ ابھی بچہ ہی تھے پیشگوئی کی تھی کہ ؎

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

یہ پیشگوئی بے شک حیرت پیدا کرنے والی ہے ۱۹۰۱ء میں نہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کوئی بڑے عالم فاضل تھے اور نہ آپ کی سیاسی قابلیت کے جوہر کھلے تھے اس وقت یہ کہنا کہ تیرا ایک بیٹا ایسا اور ایسا ہوگا ضرور کسی روحانی قوت کی دلیل ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ مرزا صاحب نے ایک دعوت کر کے گدی کی بنیاد رکھ دی تھی اس لئے آپ کو یہ گمان ہو سکتا تھا کہ میرے بعد میری جانشینی کا سہرا میرے لڑکے کے سر پر رہے گا۔ لیکن یہ خیال باطل ہے۔ اس لئے کہ مرزا صاحب نے خلافت کی یہ شرط نہیں رکھی کہ وہ ضرور مرزا صاحب کے خاندان سے اور آپ کی اولاد سے ہی ہو۔ چنانچہ خلیفہ اوّل ایک ایسے صاحب ہوئے جن کا مرزا صاحب کے خاندان سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ پھر بہت ممکن تھا کہ مولوی حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اوّل کے بعد بھی کوئی اور صاحب خلیفہ ہو جاتے چنانچہ اس موقعہ پر بھی مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور خلافت کے لئے امیدوار تھے لیکن اکثریت نے میرزا بشیر الدین صاحب کا ساتھ دیا۔ اور اس طرح آپ خلیفہ مقرر ہو گئے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر بڑے مرزا صاحب کے اندر کوئی روحانی قوت کام نہ کر رہی تھی۔ تو پھر آخر آپ یہ کس طرح جان گئے کہ میرا ایک بیٹا ایسا ہوگا۔ جس وقت مرزا صاحب نے مندرجہ بالا اعلان کیا اس وقت آپ کے تین بیٹے تھے۔ آپ تینوں کے لئے دعائیں بھی کرتے تھے۔ لیکن پیشگوئی صرف ایک کے متعلق ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ایک فی الواقع ایسا ثابت ہوا ہے کہ اس نے ایک عالم میں تغیر پیدا کر دیا ہے"۔

(رسالہ خلیفہ قادیان طبع اول ص۱۳ از ارجن سنگھ ایڈیٹر رنگین امرتسر)

اقرار ثالث پیشگوئی مصلح موعودؑ میں بتایا گیا تھا کہ اس پیشگوئی کا مقصد یہ ہے کہ "تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو"۔ چنانچہ برصغیر ہندو پاکستان کے مشہور مسلم لیڈر اور بلند پایہ صحافی اور شعلہ نوا شاعر مولانا ظفر علی خاں آف زمیندار نے ان کے لفظوں میں اعتراف کیا کہ:-

"کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا دھرا ہے۔ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا ہے ..... مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے اشارہ پر اس کے پاؤں پر نچھاور کرنے کو تیار ہے ..... مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں مختلف علوم کے ماہر ہیں دنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے"۔

(ایک خوفناک سازش ص۱۹۶ مظہر علی اظہر)

اقرار رابع پیشگوئی مصلح موعودؑ میں پسر موعود کے متعلق یہ بھی بتایا گیا تھا کہ "وہ اولوالعزم ہوگا" اور یہ کہ "وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا"۔ چنانچہ ہندوستان کے مشہور صوفی و صحافی خواجہ حسن نظامی مرحوم نے اس حقیقت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے کہ:-

"اکثر بیمار رہتے ہیں مگر بیماریاں ان کی عملی مستعدی میں رخنہ نہیں ڈال سکتیں۔ انہوں نے مخالفت کی آندھیوں میں اطمینان کے ساتھ کام کر کے اپنی مغلئی جوانمردی کو ثابت کر دیا اور یہ بھی کہ مغل ذات کارفرمائی کا خاص سلیقہ رکھتی ہے۔ سیاسی سمجھ بھی رکھتے ہیں اور مذہبی عقل اور فہم میں بھی قوی ہیں۔ اور جنگی ہنر بھی جانتے ہیں۔ یعنی دماغی اور قلمی جنگ کے ماہر ہیں"۔

(اخبار عادل دہلی ۲۴ اپریل ۱۹۳۳ء)

اقرار خامس مصلح موعودؑ کے لئے یہ خبر بھی اللہ تعالیٰ نے دی تھی کہ وہ "سخت ذہین و فہیم ہوگا" اس حقیقت کا اعتراف مفکر احرار چوہدری افضل حق نے ان الفاظ میں کیا کہ:-

"جس قدر روپیہ احرار کی مخالفت میں قادیان خرچ کر رہا ہے۔ اور جو عظیم الشان دماغ اس کی پشت پر ہے وہ بڑی سے بڑی سلطنت کو بھی عرصہ میں درہم برہم کرنے کے لئے کافی تھا"۔

(اخبار مجاہد ۲۰ اگست ۱۹۳۵ء) ۲۲

یہ پیشگوئی اس مصرع کی پوری پوری مصداق ہے کہ ع "آفتاب آمد دلیل آفتاب" +

حضرت مصلح موعودؓ کا والہانہ عشق مسیح موعودؑ

از محترم سید انوار الدین احمد صاحب بی اے مولوی فاضل (ربوہ)

مصلح موعودؓ سے مراد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وجود مسعود ہے۔ آپ کی پیدائش جنوری ۱۸۸۹ء کو ہوئی۔ پیدائش سے لے کر ۱۳ر مارچ ۱۹۱۴ء تک آپ ایک مطیع کی حیثیت رکھتے تھے۔ بلکہ ۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء سے ۸ر نومبر ۱۹۶۵ء وفات تک کا طویل عرصہ آپ نے بحیثیت ایک مطاع کے گزارا۔ جہاں تک مطیع کی حیثیت کا تعلق ہے۔ آپ کو یکے بعد دیگرے دو مطاعوں کے دور ملے۔ ایک حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام تھے اور دوسرے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ تھے۔ فی الحال صرف حضرت امام مہدی و مسیح موعودؑ سے آپ کے عشق و محبت کا جائزہ مطلوب ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری سے متعلق چند واقعات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں :۔

(۱)

حضرت اقدس علیہ السلام کی زندگی کا ایک اور واقعہ ہے کہ حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :۔

"حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بغرض پڑھنے تشریف لاتے اور جب کبھی آپ کو پیاس لگتی تو آپ اٹھ کر اپنے گھر تشریف لے جاتے اور اپنے گھر سے پانی پی کر پھر واپس تشریف لاتے۔ خواہ کیسا ہی مصفا پانی کیسے ہی صاف ستھرے برتن میں آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا آپ اسے نہ پیتے صرف اس لئے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی طرف سے آپ کو ہدایت تھی کہ کسی کے ہاتھ سے کوئی کھانے پینے کی چیز نہ لینا۔ بظاہر تو ایک چھوٹی سی بات معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو ایک چھوٹا سا آئینہ ہے جس میں ہمیں حضور کی اس وقت کی شکل صحیح رنگ میں نظر آسکتی ہے۔

اندازہ لگائیے کہ حضور اس بچپن کے زمانہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیسی کامل اطاعت کرتے اور کبھی اس کی خلاف ورزی نہ کرتے۔ دوسرے دیکھئے کہ وہ اس اطاعت میں کس درجہ کی احتیاط سے کام لیتے۔"

(الفضل ۵ر نومبر ۱۹۳۹ء بحوالہ سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ ۱۱۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق اور اطاعت و فرمانبرداری کا یہ جذبہ حضرت اقدسؑ کے رفیع الشان روحانی منصب کی وجہ سے ہی تھا۔

(۲)

ایک واقعہ خود حضرت مصلح موعودؓ نے اس طرح بیان فرمایا کہ :۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ رات کے وقت صحن میں سو رہے تھے کہ بادل زور و شور سے گھر آئے اور بجلی نہایت زور سے کڑکی۔ وہ کڑک اس قدر شدید تھی کہ ہر شخص نے یہی سمجھا کہ گویا بالکل اس کے پاس گری ہے ...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو صحن میں سو رہے تھے چارپائی سے اٹھ کر دوسری طرف جانے لگے۔ وہ دالان میں پہنچے کہ بجلی زور سے کڑکی میں اس وقت آپ کے پیچھے تھا میں نے اسی وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر آپ کے سر پر رکھ دیئے اس خیال سے کہ اگر بجلی گرے تو مجھ پر گرے آپ پر نہ گرے اب یہ ایک جہالت کی بات تھی بجلیاں جس خدا کے ہاتھوں میں ہیں اس کا تعلق میری نسبت آپ سے زیادہ تھا بلکہ آپ کے طفیل میں ہی بجلی سے بچ سکتا تھا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہاتھوں سے بجلی کو نہیں روکا جاسکتا۔ مگر عشق کی وجہ سے مجھے ان باتوں میں سے کوئی بات بھی یاد نہ رہی محبت کے وفور کی وجہ سے ...

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے متعلق احمدیوں کا عقیدہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک پر شوکت اور ولولہ انگیز اعلان

ستمبر ۱۹۳۵ء میں ایک احراری لیڈر شیخ حسام الدین کے اس اظہار پر تبصرہ کرتے ہوئے کہ "اگر خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے ۔ تو مرزائی لوگ اس کی کوئی پرواہ نہ کریں گے بلکہ خوش ہوں گے۔"

جماعت احمدیہ کے اس وقت کے امام صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ نے فرمایا :۔

"خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجانا تو الگ۔ رہا۔ ہم تو یہ بھی پسند نہیں کرتے کہ خانہ کعبہ کی کسی اینٹ کو کوئی شخص بدنیتی سے اپنی انگلی بھی لگائے اور ہمارے مکانات کھڑے رہیں ...... بے شک ہمیں قادیان محبوب ہے اور بے شک ہم قادیان کی حفاظت کیلئے ہر ممکن قربانی کرنے کیلئے تیار ہیں۔ مگر خدا شاہد ہے۔ خانہ کعبہ ہمیں قادیان سے بدرجہا زیادہ محبوب ہے ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی پناہ چاہتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں۔ کہ خدا وہ دن نہیں لا سکتا۔ لیکن اگر خدانخواستہ کبھی وہ دن آئے کہ خانہ کعبہ بھی خطرہ میں ہو اور قادیان بھی خطرہ میں اور دونوں میں سے ایک کو بچایا جا سکتا ہو تو ہم ایک منٹ بھی اس مسئلہ پر غور نہیں کریں گے۔ کہ کس کو بچایا جائے۔ بلکہ بغیر سوچے کہہ دیں گے۔ کہ خانہ کعبہ کو بچانا ہمارا اولین فرض ہے۔ پس قادیان کو ہمیں خدا تعالیٰ کے حوالہ کر دینا چاہیئے۔"

آپؓ نے فرمایا :۔ "ہم تو سمجھتے ہیں کہ عرش سے خدا مکہ اور مدینہ کی حفاظت کررہا ہے۔ کوئی انسان انکی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ ہاں ظاہری طور پر یہ ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی دشمن ان مقدس مقامات پر حملہ کرے۔ تو اس وقت انسانی ہاتھ کو بھی حفاظت کیلئے بڑھایا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر خدانخواستہ کبھی ایسا موقع آئے۔ تو اس وقت دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ حفاظت کے متعلق جو ذمہ داری خدا تعالیٰ نے انسانوں پر عائد کی ہے۔ اس کے ماتحت جماعت احمدیہ کس طرح سب لوگوں سے زیادہ قربانی کرتی ہے ۔ ہم ان مقامات کو مقدس ترین مقامات سمجھتے ہیں۔ ہم ان مقامات کو خدا تعالیٰ کے جلال کے ظہور کی جگہ سمجھتے ہیں۔ اور ہم اپنی عزیز ترین چیزوں کو انکی حفاظت کیلئے قربان کرنا سعادت دارین سمجھتے ہیں۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ جو شخص ترچھی نگاہ سے مکہ کی طرف ایک دفعہ بھی دیکھے گا۔ خدا اس شخص کو اندھا کر دے گا۔ اور اگر خدا تعالیٰ نے کبھی یہ کام انسانوں سے لیا۔ تو جو ہاتھ اس بدبین آنکھ کو پھوڑنے کیلئے آگے بڑھیں گے ان میں ہمارا ہاتھ خدا تعالیٰ کے فضل سے سب سے آگے ہوگا۔"

آخر میں آپؓ نے فرمایا :۔ "پس وہ شخص جو یہ کہتا ہے۔ کہ اگر خدانخواستہ خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے تو احمدی خوش ہونگے۔ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ وہ افترا کرتا ہے اور وہ ظلم اور تعدی سے کام لے کر ہماری طرف وہ بات منسوب کرتا ہے۔ جو ہمارے عقائد میں داخل نہیں اور ہم اس شخص سے کہتے ہیں۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔"

(الفضل ۳ر ستمبر ۱۹۳۵ء ص ۹ تا ۴)

سب باتیں میری نظر سے اوجھل ہوگئیں اور میں نے اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کر دیا۔"

(الفضل ۱۲ دسمبر ۱۹۳۵ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی فدائیت وقربانی اور عشق و اطاعت کا یہ جذبہ یقیناً حضرت اقدسؑ کے روحانی منصب عالی کی وجہ سے ہی تھا۔ چنانچہ آپؑ کے مقدس مشن کے فروغ دیکھنے کے لئے بھی ویسے ہی نیک جذبات تھے۔ اس امر کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت کا جائزہ اس موقع سے لیا جاسکتا ہے جب حضرت اقدسؑ اپنے مشن کو دنیا میں چھوڑ کر اپنے مولیٰ حقیقی سے جاملے۔

(۳)

حضرت اقدسؑ کی وفات کے بعد ابھی آپؑ کی نعش مبارک گھر میں ہی رکھی ہوئی تھی کہ آپ کے مشن کی طرف گہری ہمدردی رکھنے والے اس مقدس وجود (مصلح موعودؓ جو ابھی صرف ۱۹ سالہ نوجوان تھے) نے اس مبارک نعش کے سرہانے کھڑے ہوکر ارادی یا غیر ارادی طور پر عشق والہانہ عشق مسیح موعودؑ کے جذبہ سے سرشار ہوکر یہ عہد فرمایا:-

"اے خدا! میں تجھے حاضر ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ تو نے نازل فرمایا ہے، میں اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔"

(الفضل ۲۱ جون ۱۹۴۴ء بحوالہ سوانح فضل عمر جلد اوّل صـ۱۷۹)

حضرت مصلح موعودؓ کو حضرت مسیح موعود و مہدی معہودؑ کے جانشین بننے کا بھی شرف حاصل تھا اس لئے آپؑ کے مقدس مشن کو فروغ دینے کے لئے آپ کی جو خدمات ہیں اس کی تاریخی اہمیت یہ ہے کہ تاریخ اسلام کا ایک بہت بڑا حصہ اس سے مدوّن ہو سکتا ہے اور مؤرخ اسلام و احمدیت مجبور ہے کہ ان خدمات جلیلہ کو پیش کرے۔ ورنہ تاریخ میں اتنا بڑا خلا پیدا ہو جائے گا کہ اس کا کوئی متبادل نہیں ملے گا۔ حضرت مصلح موعودؓ کا یہ فعل حضرت مسیح موعودؑ سے والہانہ عشق و محبت کی عظیم مثال ہے۔

(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور تحریرات کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کے دلی جذبات کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:-

(اوّل):- حضرت مسیح موعودؑ کی اسّی سے زائد کتب میں علم لدنیؑ کے خزائن بھرے پڑے ہیں۔ ان میں قرآن کریم کی آیات کے حقائق و معارف بیان ہوئے ہیں۔ لیکن بعض اوقات قرآن کریم کی آیات نقل کرنے میں جیسا کہ آپؑ کی شائع شدہ کتب سے ظاہر ہے سہواً ہو گیا ہے۔ اور یہ سہو آپؑ کی طرف نہیں بلکہ سہو کتابت کی وجہ سے کاتب کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ لیکن بُرا ہو ناجائز تعصب کا کہ آپؑ کے معاندین نے اسے تحریف قرآن قرار دیا۔ جب مذکورہ کتب دوبارہ من وعن شائع ہوئیں تو روحانی بصیرت سے محروم معاندین نے پھر یہی اعتراض کیا تو حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:-

"رہا یہ سوال کہ بعض کتب کے دو دو تین تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور تیس چالیس برس کا عرصہ بھی گذر چکا ہے مگر اب تک تصحیح کیوں نہیں کی گئی۔ تو اس کا جواب یہ دوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت نے یہی تقاضہ کیا کہ یہ آیات حضور کی کتب میں اسی طرح لکھی جائیں تاکہ غیر احمدی علماء اچھی طرح جان لیں کہ مرزا صاحب کی کتب بھی تحریف سے پاک ہیں۔ اور ان میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہوا ہے بلکہ من وعن شائع کی جاتی ہیں۔"

(الفضل ۸ مارچ فروری ۱۹۳۲ء)

کتب حضرت مسیح موعودؑ کی حفاظت کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کا جذبہ اس اقتباس سے واضح ہے۔

(دوم):- حضرت مصلح موعودؓ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئیوں کے مطابق علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا گیا تھا۔ آپ زندگی بھر معارف قرآنی کے روحانی جام لٹاتے رہے ہیں۔ لیکن آپ نے کبھی کوئی ایسا موقعہ نہیں آنے دیا کہ اپنے اجتہاد کو حضرت مسیح موعودؑ کے اجتہاد پر ترجیح دے کر دیا۔ چنانچہ ایک واقعہ درج ہے۔

حضورؓ فرماتے ہیں:-

"۱۹۲۲ء یا ۱۹۲۸ء کے درس القرآن کے موقع پر میں نے عرش کے متعلق ایک نوٹ دوستوں کو لکھوایا۔ جو اچھا خاصا لمبا تھا۔ مگر جب میں وہ تمام نوٹ لکھوا چکا تو شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی یا حافظ روشن علی صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک حوالہ دیکھ کر اسی وقت دوستوں سے کہہ دیا کہ میں نے عرش کے متعلق آپ لوگوں کو جو کچھ لکھوایا ہے وہ غلط ہے اور اسے اپنی کاپیوں سے کاٹ ڈالیں۔ چنانچہ جو لوگ اسوقت میرے درس میں شامل تھے وہ گواہی دے سکتے ہیں کہ میں نے عرش کے متعلق نوٹ لکھوا کر بعد میں جب مجھے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ اس کے خلاف ہے اسے کاپیوں سے کٹوا دیا اور کہا کہ ان اوراق کو پھاڑ ڈالو کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے خلاف لکھا ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان کے مقابلہ میں بھی ہم اپنی رائے پر اڑے رہیں اور کہیں کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں وہی صحیح ہے اور اپنے نفس کی عزت کا خیال رکھیں تو اس طرح تو دین اور ایمان کا کچھ بھی باقی نہیں رہ سکتا۔"

(الفضل ۳ ستمبر ۱۹۳۸ء صـ۱۶-۱۷)

(سوم):- موازنہ کی صورت میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے قلم و زبان سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کی غیرت ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں:-

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہو کر آئے تھے۔ اس لئے آپ کے قلم سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ دنیا کی ساری کتابوں اور تحریروں سے بیش قیمت ہے۔ اور اگر کبھی یہ سوال پیدا ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر کی ہوئی ایک سطر محفوظ رکھی جائے یا سلسلہ کے سارے مصنفین کی کتابیں تو میں کہوں گا آپؑ کی ایک سطر کے مقابلہ میں یہ ساری کتابیں مٹی کا تیل ڈال کر جلا دینا گوارا کروں گا مگر اس سطر کو محفوظ رکھنے کے لئے اپنی انتہائی کوشش صرف کردوں گا۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۵ء صـ۳۹)

نیز فرمایا:-

"ہماری کتابیں کیا ہیں حضرت مسیح موعودؑ نے جو تحریر فرمایا ہے اس کی تشریح ہیں۔"

(ایضاً)

"اپنی خلوت گاہوں کو ذکرِ الٰہی سے معمور کرو!"
(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)
®
CALCUTTA-15.
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے

Regd. No. P/GDP-3 PHONE No. 35
THE WEEKLY BADR QADIAN—143516
14th FEB. 1985 PRICE Rs. 1/25